نصابِ بلاغت

(یعنی عروض و بلاغت کی آسان ابتدائی کتاب)

موسوم بہ اسمِ تاریخی

''کاشفِ مقامِ بلاغت''

(۲۰۱۵ء)

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

عارف حسن خان

(جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں)

- نام کتاب : نصابِ بلاغت
- مصنّف : ڈاکٹر عارف حسن خاں
- ناشر : مصنّف
- اشاعت (اوّل) : ۲۰۱۵ء
- تعداد : ۶۰۰
- کمپوزنگ : کمپیوٹرایرا، دیوان کا بازار، مرادآباد۔
- طباعت : جے۔کے۔آفسیٹ پرنٹرس، دہلی
- قیمت : =/180روپے

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

تقسیم کار

عارف حسن خاں، 4/872-B، نیوفرینڈس کالونی، علی گڑھ۔۲۰۲۰۰۱

ایجوکیشنل بک ہاؤس، شمشاد مارکیٹ، علی گڑھ۔۲۰۲۰۰۱

کتب خانہ انجمن ترقی اردو، جامع مسجد، اردو بازار، دہلی۔۶

NISAB-E-BALAGHAT (2015)

By: ARIF HASAN KHAN

Price: Rs. 180/-

کچھ اس کتاب کے بارے میں

مختلف یونیورسٹیوں کے نصاب میں عروض و بلاغت کے کچھ اجزا شامل ہیں۔ اردو میں عروض و بلاغت کی کتابوں کی کمی نہیں۔ لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کتابوں میں رطب و یابس بھرا پڑا ہے۔ معیاری کتب اپنے اسلوب کے الجھاؤ اور ضخامت کی بنا پر طلبہ کی رسائی سے باہر ہیں اور جو کتب انھیں آسانی سے دستیاب ہیں وہ اغلاط سے پُر اور بڑی حد تک گمراہ کُن ہیں۔ چناں چہ اسی ضرورت کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ مختصر سی کتاب طلبہ کی رہنمائی کی غرض سے ترتیب دی گئی ہے۔

ادب کے ایسے قاری بھی جنھیں باقاعدہ طور پر یہ مضامین پڑھنے کا موقع نہیں ملا لیکن ان میں دلچسپی رکھتے ہیں، اس کتاب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

اس کتاب کا مقصد عروض و بلاغت سے متعارف کرانا ہے، ان فنون پر مکمّل دست رس کے لیے ع کارِ جہاں دراز ہے۔ کتاب کے بیشتر مشمولات میری دیگر کتب کے اقتباسات پر مشتمل ہیں، جن حضرات کو مزید مطالعے کی خواہش ہو، وہ انھیں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ میں برادرِ گرامی ڈاکٹر صابر سنبھلی صاحب کا ممنون ہوں کہ انھوں نے اس کتاب کا مسودہ دیکھا، مفید مشورے دیے، اس کے لیے تاریخی نام ''کاشفِ مقامِ بلاغت'' تجویز فرمایا اور رباعیِ تاریخِ طباعت کہی۔ کتاب کا پانچواں باب عیوبِ کلام انھیں کی فرمایش پر شامل گیا ہے۔

کتاب کے مشمولات سے متعلق قارئین کی رائیں اور ان کے مشورے میرے لیے مفید اور کارآمد ہوں گے اور ان کا استقبال ہے۔

4/872-B، نیو فرینڈس کالونی، سول لائنس، علی گڑھ۔ عارف حسن خاں

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

تقسیمِ ابواب

بابِ اوّل: علمِ عروض	صفحہ ۵ تا ۸۲
بابِ دوم: علمِ قافیہ	صفحہ ۸۳ تا ۹۲
بابِ سوم: علمِ بیان	صفحہ ۹۳ تا ۱۱۶
بابِ چہارم: علمِ بدیع	صفحہ ۱۱۷ تا ۱۴۰
بابِ پنجم: عیوبِ کلام	صفحہ ۱۴۱ تا ۱۵۱

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

باب اوّل

علمِ عروض

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ترتیب

چند بنیادی باتیں	۷
ارکانِ عروض اوران کے اجزا	۱۶
بحریں اوران کے ارکان	۲۱
اجزاے شعر	۲۳
زحاف	۲۵
بحوراوزان	۳۷
بحرِ ہزج	۳۷
بحرِ رجز	۴۴
بحرِ رمل	۴۷
بحرِ کامل	۵۱
بحروافر	۵۲
بحرمتقارب	۵۳
بحرمتدارک	۵۹
بحرمضارع	۶۳
بحرمجتث	۶۵
بحرمنسرح	۶۶
بحرمقتضب	۶۷
بحرسریع	۶۹
بحرخفیف	۷۱
اوزانِ رباعی	۷۲
تقطیع	۷۷
حقیقی، غیرحقیقی اورغلط تقطیع	۸۱

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

چند بنیادی باتیں

شاعری اور عروض کا تعلق صوتی بنیادوں پر ہے۔ یعنی جب ہم کسی شعر کو عروض کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں کہ وہ موزوں ہے یا نہیں، تو ہماری ساری توجہ اس کی قرأت پر ہوتی ہے، اس کی تحریر پر نہیں۔ اس لیے یہ بات ذہن نشیں کرنی سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وزن کا تعلق تلفّظ سے ہے، تحریر یا رسمِ خط سے ہرگز نہیں۔

عام طور پر تو الفاظ کا تلفظ اور ان کا املا ایک جیسا ہی ہوتا ہے۔ ایسے موقعوں پر تو کسی طرح کی کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ لیکن کہیں کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ تحریر (املا) اور تلفظ ایک دوسرے کا ساتھ نہیں دیتے بلکہ ان میں واضح طور پر فرق ہوتا ہے۔ مثلاً ہم ''مثلاً'' کو مَث لَنْ، ''تحت الثریٰ'' کو تَحْ تُشْ ثَرا، ''بالکل'' کو بِل کُل، ''عبداللہ'' کو عَبْ دُل لَاہْ یا عَبْ دُلْ لَا، ''خواب'' کو خَاب، ''خوش'' کو خُش، ''ہمہ تن گوش'' کو ہَمَ تَنْ گوش پڑھتے ہیں یا اسی طرح ''گُل و بُلبل'' کو گُلُ بُلْ بُلْ یا گُلُو بُلْ بُلْ اور ''شاخِ نہالِ غم'' کو شَاخِ نِ ہَالِ غَم یا شاخِ نِ ہَالِ غم یا شَاخُ نِ ہَالِ غَم یا شَاخِ نہالِ غَم پڑھ سکتے ہیں۔ یہ چند مثالیں ہیں، ایسی اور بھی بہت سی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ لیکن یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ ایسی تمام صورتوں میں جہاں تحریر اور تلفّظ میں فرق ہوتا ہے، ہمیں تلفظ سے سروکار رکھنا ہے تحریر سے نہیں۔

جہاں کہیں تحریر اور تلفظ میں فرق ہوتا ہے، اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔ اول یہ کہ کچھ حروف جو تحریر میں ہیں، تلفظ میں نہیں آتے ہیں، (ایسے حروف کو مکتوبی غیر ملفوظی کہتے ہیں)، دوم یہ

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

کہ کچھ ایسی آوازیں تلفظ میں شامل کر لی جاتی ہیں، جو تحریر میں نہیں ہیں (یہ ملفوظی غیر مکتوبی کہلاتی ہیں)۔ عروض میں پہلی قسم یعنی مکتوبی غیر ملفوظی حروف کو محسوب نہیں کیا جاتا ہے دوسری قسم یعنی ملفوظی غیر مکتوبی کا شمار ہوتا ہے۔ اوپر کی مثالوں میں جو چند الفاظ پیش کیے گئے ہیں، ان میں دونوں طرح کے حروف موجود ہیں۔ مثلاً لفظ مثلاً میں جس کا تلفظ مَثَ لَنْ ہے، ''ن'' ملفوظی غیر مکتوبی ہے، اس کا شمار تقطیع میں کیا جائے گا۔ اس کے بالکل برعکس ''بالکل'' میں جس کا تلفظ بِلْ کُلْ ہے، ''ا'' مکتوبی غیر ملفوظی ہے، چنانچہ اسے دورانِ تقطیع محسوب نہیں کیا جائے گا۔

اسی طرح ایسے سبھی الفاظ میں، جن میں نون غنّہ، ہائے مخلوط یا یائے مخلوط میں سے کوئی ہوتا ہے، یہ شمار میں نہیں آتا، کیوں کہ ان تمام حروف کی اپنی الگ آوازیں نہیں ہیں بلکہ یہ اپنے سے پہلے آنے والی آواز کو Modify کرتے ہیں۔ ان الفاظ کو ملاحظہ فرمائیے۔ ''چاند'' اور ''ماند'' میں ''ن'' صرف ''ا'' کی آواز میں غنائیت پیدا کرتا ہے ورنہ یہ اپنی ادائیگی کے لحاظ سے چاد یا ماد کے برابر ہیں۔ اسی طرح ''ساتھ'' اور ''پھول'' میں ہائے مخلوط (ھ) کی آواز الگ نہیں ہے بلکہ وہ اپنے سے پہلی آواز کے ساتھ پوری طرح ضم ہوگئی ہے اور دراصل ''تھ'' اور ''پھ'' ایک ہی آواز کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس لیے یہ الفاظ وزن میں سات اور پول کے برابر ہی ہیں۔ پیاس اور کیا (سوالیہ) جیسے الفاظ میں یائے مخلوط کا کردار بھی نون غنہ جیسا ہی ہے۔ یہ اپنے سے پہلے کی آواز کو Modify کرتا ہے اور بس۔ چنانچہ یہ الفاظ پاس اور کا کے برابر ہی محسوب کیے جائیں گے لیکن جنگ، سنگ اور ٹھنڈا، ڈنڈا اور رنج، پنچھی جیسے الفاظ میں نون غنہ کا کردار قدرے مختلف ہے۔ یہاں اس کی آواز کسی دوسری آواز میں ضم نہیں ہوتی ہے، بلکہ اپنا وجود برقرار رکھتی ہے، یہ آواز پوری طرح نون /ن/ کی آواز بھی نہیں ہے اور نون غنہ کی آواز سے بھی مختلف ہے۔ لیکن اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے (یہ صوتیات کا مسئلہ ہے)۔ آپ کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ایسے الفاظ میں ''ن'' کو تقطیع میں شمار کیا جائے گا۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

یہی عروض کا پہلا اور سب سے اہم سبق ہے اور اسے ذہن میں رکھنا سب سے زیادہ ضروری ہے کہ --- عروض میں حرفِ ملفوظی معتبر ہے، مکتوبی نہیں۔ سارے عروض کی بنیاد اسی پر ہے اور یہی عروض کا سب سے پہلا اور بنیادی اصول ہے۔

چوں کہ عروض کی بنیاد تلفظ پر ہے، اس لیے یہ غور کرنا ضروری ہے کہ ہماری زبان میں استعمال ہونے والے الفاظ کی صوتی ساخت کیا ہے اور یہ کتنے قسم کے سلیبلس (Syllables) میں بانٹے جا سکتے ہیں۔ آسانی کے لیے ہم اسے اس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ سانس کے ایک جھٹکے میں ہم کسی لفظ کا کتنا حصہ ادا کر سکتے ہیں، وہی ایک syllable ہے۔ اب ذرا غور کیجئے، ہماری زبان کے الفاظ کس طرح کے Syllables میں بانٹے جا سکتے ہیں۔ آیئے چند الفاظ کا تجزیہ کر کے دیکھیں:

آ
گُل
خار
دشت
صبا
وطن
مکتب
نباہ
قریب
معلّم
افسانہ
شعرا

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

علما

متحرک

معلّمین

متفرّقات

متقدمین

ان میں سے پہلے چار الفاظ کو ہم سانس کے ایک جھٹکے میں ادا کر سکتے ہیں، گویا یہ Monosyllabic (ایک سلیبل والے) الفاظ ہیں۔ ان میں پہلے دو ''آ'' (اَ+اُ) اور ''گُل'' (گُ +لُ) ایک متحرک اور ایک ساکن سے مل کر بنے ہیں، جب کہ بعد کے دو (یعنی تیسرا اور چوتھا) لفظ ''خار'' (خَ+اُ+ر) اور ''دشت'' (دَ+شُ+ت) ایک متحرک، ایک ساکن اور ایک موقوف سے مل کر بنے ہیں۔ گویا اردو میں Monosyllabic یا سلیبل والے الفاظ دو طرح کے ہیں۔ اول دو حرفی جن میں پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہے اور دوم سہ حرفی جن میں صرف پہلا حرف متحرک ہے۔

اب باقی الفاظ کو دیکھئے۔ یہ ایک سے زیادہ Syllables پر مشتمل ہیں۔ آیئے انھیں Syllables میں توڑ کر لکھیں:

صبا =صَ +بَاُ

وطن =وَ +طَنُ

مکتب =مَکُ +تَبُ

نباہ =نِ +بَاُہُ

قریب =قَ +رِیُبُ

معلّم =مُ +عَلُ +لِم

افسانہ =اَفُ +سَاُ +نَہُ

شعرا =شُ +عَ +رَاُ

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

علما =عُ +لَ +مَاُ
متحرک =مُ +تَ +حَر +رِکْ
معلّمین =مُ +عَلْ +لِ +مِیْنْ
متفرّ قات =مُ +تَ +فَرْ +رِ +قَاْتْ
متقدّ مین =مُ +تَ +قَدْ +دِ +مِیْنْ

صبا اور وطن دو Syllables پر مشتمل ہیں اور ان دونوں میں پہلا Syllable ایک حرفِ متحرک ہے یعنی ''صبا'' میں صَ اور ''وطن'' میں وَ اور دوسرا Syllable دوحرفی ہے، جس کا پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہے۔ ''مکتب'' بھی دو Syllable پر مشتمل ہے۔لیکن اس میں دونوں Syllable دوحرفی ہیں اوران میں پہلا حرف متحرک اوردوسرا ساکن ہے۔

''نباہ'' اور ''قریب'' بھی دو Syllable پر مشتمل الفاظ ہیں اور ان میں بھی پہلا Syllable یک حرفی (ایک حرف متحرک) ہے۔لیکن ان الفاظ میں دوسرا Syllable سہ حرفی ہےاوران تین حروف میں سےصرف پہلاحرف متحرک ہے۔

''معلّم'' اور ''افسانہ'' تین تین Syllable پر مشتمل الفاظ ہیں۔انھیں توڑنے پر پتہ چلتا ہے کہ معلم میں پہلا Syllable ایک حرف متحرک ''مُ'' ہےاوراس کے بعد کے دو Syllable دوحرفی ہیں جن کا پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہے۔''افسانہ'' میں تینوں Syllable دوحرفی ہیں اورتینوں میں پہلاحرف متحرک اوردوسراساکن ہے۔

''شعرا'' اور ''علما'' بھی تین تین Syllable پر مشتمل الفاظ ہیں۔ان الفاظ میں پہلے دو Syllables یک حرفی ہیں(اور یہ ایک حرفِ متحرک ہے) اور تیسرا Syllable دوحرفی ہے، جوایک متحرک اورایک ساکن پر مشتمل ہے۔

''متحرک'' اور ''معلّمین'' چار چار Syllables پر مشتمل الفاظ ہیں۔متحرک میں پہلے دو Syllables یک حرفی (ایک ایک حرفِ متحرک) اور اس کے بعد کے دو

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

Syllables دو حرفی (ایک متحرک اور ایک ساکن) ہیں۔ ''معلّمین'' میں پہلا Syllable یک حرفی، دوسرا دو حرفی، تیسرا پھر یک حرفی اور چوتھا سہ حرفی ہے۔ ان میں سے دونوں یک حرفی Syllables ایک حرفِ متحرک پر مشتمل ہیں۔ دو حرفی سلیبل میں پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہے اور سہ حرفی سلیبل میں بھی صرف پہلا حرف متحرک ہے۔

اب آخری دو الفاظ یعنی ''متفرقات'' اور ''متقدمین'' کو دیکھیے۔ یہ دونوں الفاظ پانچ پانچ سلیبلس پر مشتمل ہیں۔ دونوں کی ساخت بالکل ایک جیسی ہی ہے، یعنی دونوں کا پہلا اور دوسرا سلیبل یک حرفی (ایک حرف متحرک پر مشتمل)، تیسرا سلیبل دو حرفی (جس کا پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہے)، چوتھا پھر یک حرفی (ایک حرفِ متحرک) اور پانچواں سلیبل سہ حرفی ہے (جس میں صرف پہلا حرف متحرک ہے)۔

ان تمام الفاظ کے تجزیے سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ یہ الفاظ تین طرح کے Syllables سے بنے ہیں۔

(۱) یک حرفی Syllable جو ایک حرفِ متحرک پر مشتمل ہے۔

(۲) دو حرفی Syllable جس کا پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہے۔

(۳) سہ حرفی Syllable جس کا پہلا حرف متحرک دوسرا ساکن اور تیسرا موقوف ہے۔

الفاظ کی ساخت میں ان Syllables کی مختلف ترتیبوں پر غور کرنے سے چند باتیں سامنے آتی ہیں:

(۱) آزاد لفظ کم از کم ایک سلیبل پر مشتمل ہے۔ یہ ایک سلیبل دو حرفی ہے یا سہ حرفی۔ کوئی آزاد لفظ تنہا یک حرفی سلیبل پر مشتمل نہیں۔

(۲) ایک سے زیادہ سلیبلس سے بننے والے الفاظ میں دو حرفی سلیبل لفظ کے شروع، درمیان اور آخر تینوں جگہوں پر آیا ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

(۳) یک حرفی سلیبل لفظ کے شروع اور درمیان میں ہی آیا ہے۔ آخر میں نہیں آتا ہے۔

(۴) سہ حرفی سلیبل کے بعد کسی لفظ میں کوئی اور سلیبل نہیں آیا ہے۔ یعنی یہ ہمیشہ لفظ کا آخری سلیبل ہے۔

ہمارے سارے عروضی نظام کی بنیاد انھیں سلیبلس کی مختلف ترتیبوں پر رکھی گئی ہے۔ لیکن اس کے بارے میں گفتگو کرنے سے پہلے ابھی ایک نکتہ اور----

جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا سہ حرفی سلیبل کے بعد کسی لفظ میں کوئی اور سلیبل نہیں آتا یعنی یہ ہمیشہ لفظ کا آخری سلیبل ہوتا ہے۔ یہ بات صرف لفظ کی حد تک نہیں ہے، بلکہ اس سے آگے بھی ہے، یعنی مسلسل گفتگو Continuous speech کے دوران جب ایسے الفاظ ہم ادا کرتے ہیں، جن میں آخری سلیبل سہ حرفی ہے، تو اس کی صورت کچھ مختلف ہو جاتی ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے پہلے ان الفاظ کو بآواز پڑھیے، ایک ایک کر کے، یعنی اس طرح:

آج
رات
ساتھ
ساتھ
آس
پاس
شاہ
کار
جان
دار

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

داغ

دار

یہ سبھی Monosyllabic (ایک سلیبل پر مشتمل) الفاظ ہیں اور یہ ایک سلیبل سبھی میں سہ حرفی ہے (جس کا صرف پہلا حرف متحرک ہوتا ہے) اب انھیں دو دو کے جوڑوں میں ملا کر ایک بار پھر اسی طرح بآواز پڑھیے، یعنی اس طرح:

آج رات

ساتھ ساتھ

آس پاس

شاہ کار

جان دار

داغ دار

اس بار ان الفاظ کی قرأت کرتے ہوئے آپ نے ان میں سے پہلے لفظ کے آخری حرف کو متحرک پڑھا ہے۔ یعنی پہلے جب آپ ان الفاظ کو الگ الگ پڑھ رہے تھے تو ان میں سے ہر ایک کو آپ فاع کے وزن پر پڑھ رہے تھے لیکن جب آپ نے ان کو جوڑوں میں پڑھا، تو آپ انھیں فاع فاع کے وزن پر نہیں بلکہ فاعِلان کے وزن پر پڑھ رہے تھے، یعنی پہلے لفظ کے آخری حرف کو آپ نے متحرک پڑھا ہے۔

یہ ہماری زبان کا مزاج ہے یعنی ہماری گفتگو کے درمیان جہاں کہیں دو ساکن حروف مسلسل آتے ہیں۔ ان میں سے دوسرا ساکن خود بخود متحرک ہو جاتا ہے اور اس طرح ہم تمام سہ حرفی سلیبلس کو دورانِ گفتگو ایک دو حرفی اور ایک یک حرفی سلیبل میں توڑ لیتے ہیں۔

گویا ایک بات اور ہمارے سامنے آئی کہ مسلسل گفتگو یا تقریر Continuous Speech کے دوران صرف دو ہی طرح کے سلیبلس استعمال میں آتے ہیں۔ دو حرفی،

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

جس کا پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہوتا ہے اور یک حرفی جو ایک حرفِ متحرک پر مشتمل ہوتا ہے۔ سہ حرفی سلیبل صرف فقرے/ جملے/مصرعے کے آخر ہی میں آسکتا ہے۔ اب یہ بات بھی آپ کی سمجھ میں آ گئی ہوگی کہ سہ حرفی سلیبل ہمیشہ لفظ کا آخری سلیبل ہی کیوں ہوتا ہے یعنی اس کے بعد کوئی دوسرا سلیبل کیوں نہیں آتا۔

ہاں ایک بات اور آپ کے ذہن میں آسکتی ہے کہ یک حرفی سلیبل لفظ کے آخر میں کیوں نہیں آتا۔ آپ سمجھ دار ہیں چنانچہ خود ہی سمجھ گئے ہوں گے کہ ہماری زبان میں کوئی لفظ متحرک الآخر ہے ہی نہیں یعنی ہر لفظ کسی ساکن حرف پر ختم ہوتا ہے۔

تو آیئے! اب اپنے اصل موضوع پر آئیں۔ لیکن آگے بڑھنے سے پہلے یہ گفتگو پوری طرح سے ذہن نشیں ہونی چاہیے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ارکانِ عروضی اوران کے اجزا

آہنگ کی مختلف ترتیبیں جن کی میزان پر اشعار کا وزن جانچا جاتا ہے، ارکانِ عروضی یا ارکان یا افاعیل یا تفاعیل یا اصول کہلاتی ہیں۔ یہ ارکانِ عروضی جن اجزاء (یا اجزائے اولیٰ) سے ترکیب پاتے ہیں، وہ تین طرح کے (اور بعض کے نزدیک دو طرح کے) ہیں۔ان کے نام ہیں سبب، وتد اور فاصلہ۔سبب سے مراد دو حرفی کلمہ ہے اور وتد سے مراد سہ حرفی۔فاصلے کے بارے میں اس کے بعد گفتگو کریں گے۔

سَبَب یعنی دو حرفی کلمے کی پھر دو قسمیں ہیں۔اگر اس کا پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہے، تو اسے سَبَبِ خفیف کہتے ہیں۔جیسے آ، جا، اَب، تب، ہم، تم وغیرہ۔

سبب کی دوسری قسم جسے سَبَبِ ثقیل کہتے ہیں، دو حروفِ متحرک پر مشتمل ہوتی ہے۔ چنانچہ کسی آزاد لفظ کو سببِ ثقیل کی مثال میں نہیں پیش کیا جا سکتا۔(فارسی الفاظ ہَمَہ اور رَمَہ مستثنیات میں ہیں اگر ''ہ'' کا تلفظ نہ کیا جائے) لیکن ترکیبی صورت میں اس کی مثالیں عام ہیں۔ذرا ان ترکیبوں کو پڑھیے:

گلِ تر۔غمِ دِل۔دلِ من۔

ان سبھی میں پہلا لفظ کسرۂ اضافت کے ساتھ مل کر پڑھا جاتا ہے اور ایسی صورت میں اس کا تلفظ دو متحرک حروف کے برابر ہوتا ہے۔کچھ ایسی ہی صورت یہاں بھی ہے:

گُلُ وبلبل میں گُلُ

درودیوار میں دَرُ

غم والم میں غَم

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

گویا یہاں بھی ان الفاظ کی حیثیت سَبَبِ ثقیل کی ہے۔

سبب ہی کی طرح وتد کی بھی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم میں جسے وتد مجموع یا وتد مقرون کہا جاتا ہے، پہلا اور دوسرا حرف متحرک اور تیسرا ساکن ہوتا ہے۔ جیسے:

قمر۔ نظر۔ صبا۔ کہا۔ وطن۔ چمن۔ قلم۔ صنم وغیرہ۔

ان سبھی الفاظ میں پہلا اور دوسرا حرف متحرک اور تیسرا ساکن ہے۔

وتد کی دوسری قسم ایک حرفِ متحرک ایک ساکن اور پھر ایک متحرک سے مل کر بنتی ہے، اسے وتدِ مفروق کہتے ہیں۔ سبب ثقیل کی طرح وتد مفروق بھی ہمیں آزاد لفظ کی حیثیت میں نہیں ملتا۔ اسے بھی ترکیبی صورت ہی میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ دیکھیے:

فصلِ گُل میں فصلِ (کسرۂ اضافت کے ساتھ)

دردِ دل میں دردِ (کسرۂ اضافت کے ساتھ)

دُخترِ رز میں دُخترِ (کسرۂ اضافت کے ساتھ)

یہ سب وتد مفروق ہیں۔ اسی طرح ان مثالوں میں:

مال وزر میں (جسے ہم مالُ زر پڑھتے ہیں) مالُ

آہ و بکا میں (جسے ہم آہُ بکا پڑھتے ہیں) آہُ

گفت وشنید میں (جسے ہم گفتُ شنید پڑھتے ہیں) گفتُ

وتدِ مفروق ہیں۔

آیئے اب فاصلے کے بارے میں بھی گفتگو ہو جائے۔ فاصلہ اس چہار حرفی یا پنج حرفی کلمے کو کہتے ہیں، جس کا آخری حرف ساکن ہو اور باقی تمام حروف متحرک۔ سَبَب اور وتد کی طرح اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔ اگر تین متحرک حروف کے بعد ایک ساکن آئے تو اسے فاصلۂ صغریٰ کہتے ہیں اور اگر چار متحرک حروف کے بعد ایک ساکن آئے تو اسے فاصلۂ کبریٰ کہتے ہیں۔ فاصلۂ صغریٰ کی مثال میں شعرا اور علما جیسے الفاظ پیش کیے جا سکتے ہیں۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اردو میں اس کی مثالیں بھی کم یاب ہیں اور اکثر ترکیبی صورت ہی میں ملتی ہیں۔ جیسے:

غمِ دل۔ دلِ من۔ گُلِ تر۔ شبِ غم۔

فاصلۂ کبریٰ کی مثال اردو میں صرف ترکیبی صورت ہی میں ملتی ہے۔ جیسے:

غمِ وفا۔ بکفِ غم۔ درِ قفس وغیرہ۔

فاصلۂ کبریٰ سے ہمارے عروضی ارکان کی تشکیل میں کوئی مدد نہیں لی جاتی، اس لیے اس کا وجود بے کار ہے۔

ہمارے تمام عروضی ارکان انھیں اجزاء کی مختلف ترتیبوں سے وجود میں آتے ہیں۔ بعضوں کے نزدیک ان ارکانِ عروضی کی تشکیل سببِ خفیف، سببِ ثقیل، وتدِ مجموع اور وتدِ مفروق سے ہوتی ہے اور بعضوں کے نزدیک سبب خفیف، وتد مجموع، وتد مفروق اور فاصلۂ صغریٰ سے۔ یعنی سبب خفیف، وتدِ مجموع اور وتد مفروق تو سبھی کے نزدیک ارکانِ عروضی کی تشکیل میں شامل ہیں۔ لیکن سببِ ثقیل اور فاصلۂ صغریٰ پر عروضیوں میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک سبب ثقیل غیر ضروری ہے تو بعض کے نزدیک فاصلۂ صغریٰ۔ آیئے دیکھیں کہ ان اجزائے اولیٰ سے کس طرح ارکانِ عروضی ترکیب پاتے ہیں۔

(۱) خماسی ارکان یعنی وہ ارکان جن میں پانچ حرف ہیں: یہ صرف دو ہیں۔ ان کی ترکیب ایک وتدِ مجموع اور ایک سببِ خفیف سے مل کر ہوتی ہے:

فعولن = فعو (وتدِ مجموع) + لن (سببِ خفیف)

فاعلن = فا (سببِ خفیف) + علن (وتدِ مجموع)

(۲) سباعی ارکان یعنی وہ ارکان جن میں سات حرف ہیں: یہ آٹھ ہیں:

(الف) تین ارکان ایسے ہیں، جو ایک وتدِ مجموع اور دو اسبابِ خفیف سے مرکب ہیں:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

مفاعیلن = مفا + عی + لن
(وتدِ مجموع) (سببِ خفیف) (سببِ خفیف)

مستفعلن = مس + تف + علن
(سببِ خفیف) (سببِ خفیف) (وتدِ مجموع)

فاعلاتن = فا + علا + تن
(سببِ خفیف) (وتدِ مجموع) (سببِ خفیف)

(ب) تین ارکان ایک وتدِ مفروق اور دو اسبابِ خفیف سے مرکب ہیں:

فاعِ لاتن = فاعِ + لا + تن
(وتدِ مفروق) (سببِ خفیف) (سببِ خفیف)

مس تفعِ لن مس تفعِ لن
(سببِ خفیف) (وتدِ مفروق) (سببِ خفیف)

مفعولاتُ مف عو لاتُ
(سببِ خفیف) (سببِ خفیف) (وتدِ مفروق)

(ج) دو ارکان ایسے ہیں جو ایک وتدِ مجموع اور فاصلۂ صغریٰ (بعض کے نزدیک ایک سببِ ثقیل اور ایک سببِ خفیف) سے مل کر بنے ہیں:

مفاعلتن = مفا + علتن
(وتدِ مجموع) (فاصلۂ صغریٰ) یا
(سببِ ثقیل + سببِ خفیف)

متفاعلن = متفا + علن
(فاصلۂ صغریٰ) یا (وتدِ مجموع)
(سببِ ثقیل + سببِ خفیف)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ ان دس ارکان میں فاعلاتن اور مستفعلن دو بار آئے ہیں ،یعنی ایک بار فاعلاتن اور مستفعلن ، یہ دونوں چوں کہ وتد مجموع کی ترکیب سے بنے ہیں، اس لیے مجموعی یا متصل کہلاتے ہیں اور دوسری بار فاع لاتن اور مس تفع لن یہ دونوں وتد مفروق سے مرکب ہیں، اس لیے مفروقی (یا منفصل) کہلاتے ہیں یعنی فاعلاتن (مجموعی) اور فاع لاتن (مفروقی) اور اسی طرح مستفعلن (مجموعی) اور مس تفع لن (مفروقی) مجموعی اور مفروقی ارکان میں امتیاز کی غرض سے مفروقی کے اجزاء کو الگ الگ اسی طرح لکھا جاتا ہے۔ اس سے ان دونوں طرح کے ارکان میں باہم کوئی ابہام (Confusion) بھی پیدا نہیں ہوتا۔

انھیں دس ارکان سے تمام بحریں وجود میں آتی ہیں۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بحریں اوران کے ارکان

ارکان کی باہمی ترکیب اور تکرار سے مختلف بحور وجود میں آتی ہیں۔ایک ہی رکن کی تکرار سے جو بحریں بنتی ہیں، انھیں مفرد بحریں کہتے ہیں اور ایک سے زیادہ ارکان کی تکرار سے جو بحریں بنتی ہیں، وہ مرکب بحریں کہلاتی ہیں۔

(الف) مفرد بحریں:

نام بحر	ارکانِ اصلی
ہزج	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن (دوبار)
رجز	مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن (دوبار)
رمل	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن (دوبار)
کامل	متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن (دوبار)
وافر	مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن (دوبار)
متقارب	فعولن فعولن فعولن فعولن (دوبار)
متدارک	فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن (دوبار)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

(ب) مرکّب بحریں:

نام بحر	ارکانِ اصلی
طویل	فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن (دوبار)
جدید	فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن (دوبار)
بسیط	مستعفلن فاعلن مستعفلن فاعلن (دوبار)
سریع	مستفعلن مستفعلن مفعولاتُ
جدید	فاعلاتن فاعلاتن مس تفع لن
قریب	مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن
منسرح	مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ
خفیف	فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن
مضارع	مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن
مقتضب	مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن
مجتث	مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن
مشاکل	فاع لاتن مفاعیلن مفاعیلن

یہی انّیس بحریں اردو فارسی میں مستعمل ہیں۔ اگر چہ ان کے علاوہ بھی مختلف بحور ایجاد کی گئی ہیں، لیکن ان میں سے کوئی بھی مروّج نہیں۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اجزائے شعر

عروضی شعر یا مصرعے کو مختلف اجزاء میں تقسیم کرتے ہیں اور عروض کی اصطلاح میں ان سب کے الگ الگ نام ہیں۔ لیکن اجزائے شعر کو سمجھنے سے پہلے ایک بات اور آپ کے کام کی ہے۔ جو ارکان عروضی آپ نے دیکھے، شعر میں ان کی تعداد کبھی آٹھ ہوتی ہے کبھی چھے۔ کبھی کبھی یہ تعداد چار، بارہ اور سولہ بھی ہوتی ہے، لیکن عام طور پر ایک شعر میں آٹھ یا چھے عروضی ارکان ہی ہوتے ہیں۔ اگر کسی شعر میں آٹھ ارکان ہیں (ایک مصرع میں چار) تو اس کی بحر مثمن کہلائے گی اور اگر ان کی تعداد ایک شعر میں چھے (ایک مصرع میں تین) ہے۔ تو بحر کو مسدس کہیں گے۔ ایسا شعر جس میں چار ارکانِ عروضی ہوں (ایک مصرعہ میں دو ارکان)، اس کی بحر مربع کہی جائے گی۔ اسی طرح ایک شعر میں بارہ اور سولہ ارکان والی بحروں کو علی الترتیب مسدّس مضاعف یا بارہ رکنی اور مثمن مضاعف یا سولہ رکنی کہیں گے۔

ہاں تو بات اجزائے شعر کی ہو رہی تھی، اس کے لیے پہلے یہ شعر ملاحظہ فرمائیے:

نہیں اس کا ثانی کہیں بھی جہاں میں
ہمارا وطن ہے ہمیں سب سے پیارا

اگر اسے اس طرح ٹکڑوں میں تقسیم کر کے لکھیں:

نہیں اس/ کا ثانی/ کہیں بھی/ جہاں میں
ہمارا/ وطن ہے/ ہمیں سب/ سے پیارا

تو اب یہ ٹکڑے ارکانِ عروضی کے مطابق لکھے گئے ہیں (اسی کو تقطیع کہتے ہیں)۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اگر آپ تھوڑی سی کوشش کریں تو پہچان سکتے ہیں کہ یہ کس رکن کا آہنگ ہے؟ ہاں ہاں!! کوشش کیجئے۔ ''نہیں'' (وتد مجموع) ''اس'' (سببِ خفیف) ''کَ ثا'' (وتد مجموع) ''نی'' (سببِ خفیف) ''کہیں'' (وتد مجموع) ''بھی'' (سببِ خفیف) ''جہاں'' (وتدِ مجموع) ''میں'' (سببِ خفیف)۔ یعنی وتد مجموع اور سببِ خفیف کی تکرار بار بار کی گئی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ایک وتدِ مجموع اور ایک سببِ خفیف سے مل کر جو رکن بنتا ہے وہ فعولن ہے، تو اس طرح گویا اس مصرعے میں چار بار اور اس طرح پورے شعر میں آٹھ بار فعولن کی تکرار کی گئی ہے، تو یہ شعر گویا اپنے ارکان کی تعداد کے لحاظ سے مثمن ہے، لیکن اصل بات جو آپ کو سمجھنی ہے وہ تو اجزائے شعر سے متعلق ہے۔

آپ نے دیکھا کہ یہ شعر آٹھ اجزاء میں تقسیم کیا جا سکتا ہے (یہ تعداد آٹھ کی جگہ چھے بھی ہو سکتی تھی یا اور کچھ بھی، یہ بات اہم نہیں ہے)۔ ان میں سے پہلے مصرعے کے پہلے جز کو صدر اور آخری کو عروض کہتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے مصرعے کے پہلے جز کو ابتدا یا مطلع اور آخری جز کو ضرب یا عجز کہتے ہیں۔ ان چار اجزاء کے علاوہ یعنی صدر و عروض اور ابتداء و ضرب کے درمیان جو اجزا آتے ہیں، وہ سب حشو کہلاتے ہیں۔ اس طرح:

صدر	حشو	حشو	عروض
ابتدا (مطلع)	حشو	حشو	ضرب (عجز)

یعنی اگر شعر مثمن بحر میں ہے تو ہر مصرعہ میں دو دو حشو ہوں گے اور اگر مسدس بحر میں ہے تو ایک ایک۔ اگر مربع بحر میں شعر کہا گیا ہے تو اس میں حشو نہیں ہوگا، لیکن صدر و ابتدا اور عروض و ضرب کا ہر شعر میں ہونا لازم ہے۔ چنانچہ ہر شعر میں کم از کم چار ارکان ضرور ہوں گے۔ بارہ رکنی اور سولہ رکنی اشعار میں ظاہر ہے کہ حشوین کی تعداد چار اور چھے فی مصرعہ یعنی ایک شعر میں آٹھ اور بارہ ہوگی۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

زحاف

بحریں ہمیشہ اپنے ارکانِ اصلی کے ساتھ ہی استعمال نہیں ہوتیں بلکہ اکثر ان ارکان میں کاٹ چھانٹ کر لی جاتی ہے۔ارکانِ بحر میں ہونے والے انہی تغیرات کو زحاف کہتے ہیں اوران تغیرات سے حاصل شدہ شکل کو مزاحف۔ یہ تغیرات تین طرح کے ہیں یعنی یا تو کسی رکن کا کوئی جز کم کر دیا جاتا ہے یا پھر اس میں کوئی اضافہ کیا جاتا ہے اور یا پھر کسی حرف متحرک کو ساکن کیا جاتا ہے۔

زحاف مفرد بھی ہوتے ہیں اور مرکب بھی، یعنی کبھی کسی رکن میں کوئی ایک تغیر ہوتا ہے اور کبھی ایک سے زیادہ تغیرات بیک وقت ہوتے ہیں۔ پہلی صورت کو مفرد اور دوسری کو مرکب کہتے ہیں۔ چناں چہ ایسے تمام تغیرات جو ایک سے زیادہ نوع کے اجزائے ارکان پر اپنا عمل کرتے ہیں، مرکب زحافات کے تحت آئیں گے اور مفرد زحاف کے تحت صرف انھیں تغیرات کو رکھا جائے گا جو صرف کسی ایک نوع کے اجزائے ارکان (سبب خفیف یا سبب ثقیل یا وتد مجموع یا وتد مفروق) پر اپنا عمل کرتے ہیں۔

مرکب زحاف کے سلسلے میں ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ یہ ارکان سالم کے مختلف اجزاء پر اپنا عمل ایک ساتھ کرتے ہیں۔ یعنی مرکب زحاف جن دو یا دو سے زیادہ مفرد زحافات سے مل کر بنا ہے، وہ یکے بعد دیگرے اپنا عمل نہیں کرتے ہیں بلکہ سالم رکن پر ایک ساتھ ان کا عمل ہوتا ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ایک بہت اہم بات اور جس کی طرف عام طور پر توجہ نہیں دی گئی ہے۔ تسکین اور تخنیق دو ایسے زحاف ہیں جو دیگر زحافوں سے اس لحاظ سے قدرے مختلف ہیں کہ یہ کبھی سالم ارکان پر عمل نہیں کرتے ہیں بلکہ ان کا عمل ہمیشہ مزاحف ارکان پر ہی ہوتا ہے۔ صرف یہی دو ایسے زحاف ہیں جو مزاحف رکن پر اپنا عمل کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی زحاف مزاحف رکن پر نہیں لگایا جا سکتا۔

تو آیئے، اب زحافات اور ان کے عمل کو سمجھیں۔ پہلے مفرد زحافات اور پھر مرکّب زحافات۔

مفرد زحاف

جیسا کہ آپ جانتے ہیں مفرد زحافات کسی ایک نوع کے اجزائے ارکان (سبب خفیف یا سبب ثقیل یا وتد مجموع یا وتد مفروق) پر ہی اپنا عمل کرتے ہیں۔ چناں چہ ہم اسی ترتیب سے ان کا جائزہ لیں گے۔

تو آیئے! سب سے پہلے ان زحافات کو دیکھتے ہیں، جو سبب خفیف پر اپنا عمل کرتے ہیں:

(۱) خبن

سببِ خفیف کے حرفِ ساکن کو جو رکن میں دوسرے مقام پر ہو گرانا خبن کہلاتا ہے۔

ملاحظہ کیجئے اس کا عمل:

فاعلاتن میں فا کا ''الف'' گرا	باقی بچا	فَعِلاتن		
مستفعلن میں مس کا ''س'' گرا	باقی بچا	مُتَفْعِلُن،	اسے مفاعلن	سے بدل لیا۔
مفعولاتُ میں مف کا ''ف'' گرا	باقی بچا	معولاتُ،	اسے مفاعیلُ	سے بدل لیا۔
مس تفع لن میں مس کا ''س'' گرا	باقی بچا	مُتَفْعِ لن،	اسے مفاع لن	سے بدل لیا۔
فاعلن میں فا کا ''الف'' گرا	باقی بچا	فعِلن		

مزاحف کو مخبون کہتے ہیں۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

(۲) طے

اگر سببِ خفیف کا حرفِ ساکن رکن میں چوتھے مقام پر ہو، تو اس کو گرانا طَیّ کہلاتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے اس کا عمل:

مستفعلن میں تف کا ''ف'' گرا باقی بچا مُستَعِلُن، اسے مفتَعِلن سے بدل لیا۔

مفعولاتُ میں عو کا ''وْ'' گرا باقی بچا مَفْعُلاتُ، اسے فاعلاتُ سے بدل لیا۔

مزاحف کو مطوّی کہتے ہیں۔

(۳) قبض

اگر سببِ خفیف کا حرفِ ساکن رکن میں پانچویں مقام پر ہو، تو ایسی صورت میں اس حرف ساکن کو گرانا قبض کہلاتا ہے، ملاحظہ کیجئے اس کا عمل:

مفاعیلن میں عی کا ''ی'' گرا،	باقی بچا	مفاعِلن	
فاع لاتن میں لا کا ''الف'' گرا،	باقی بچا	فاعِلَتُن،	اسے مفتَعِلن سے بدل لیا۔
فعولن میں لن کا ''ن'' گرا،	باقی بچا	فعولُ	

مزاحف کو مقبوض کہتے ہیں۔

(۴) کفّ

سببِ خفیف کا حرف ساکن جو رکن میں ساتویں مقام پر ہو، گرانا کفّ کہلاتا ہے۔ کفّ کا عمل ملاحظہ کیجئے:

مفاعیلن میں لن کا ''ن'' گرا،	باقی بچا	مفاعیلُ
فاعلاتن میں تن کا ''ن'' گرا،	باقی بچا	فاعلاتُ
فاع لاتن میں تن کا ''ن'' گرا،	باقی بچا	فاع لاتُ
مس تفع لن میں لن کا ''ن'' گرا،	باقی بچا	مستفعِلُ

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

مزاحف کو مکفوف کہتے ہیں۔

یہ چاروں زحاف عام ہیں یعنی مزاحف رکن شعر میں کہیں بھی لایا جا سکتا ہے۔ (یہ الگ بات ہے کہ مکفوف متحرک الآخر ہونے کی وجہ سے اردو میں عروض وضرب میں نہیں آتا۔)

(۵) قصر

اگر رکن کے آخر میں سببِ خفیف ہو، تو اس کے حرفِ ساکن کو گرانا اور ماقبل متحرک کو ساکن کرنا قصر کہلاتا ہے۔ جیسے:

مفاعیلن میں لن کا ''ن'' گرایا اور ''ل'' ساکن کیا، حاصل ہوا مفاعیل
اسے فعولان سے بدل لیا۔

فاعلاتن میں تن کا ''ن'' گرایا اور ''ت'' ساکن کیا، حاصل ہوا فاعلات
اسے فاعلان سے بدل لیا۔

فاع لاتن میں تن کا ''ن'' گرایا اور ''ت'' ساکن کیا، حاصل ہوا فاع لات
اسے فاع لان سے بدل لیا

مس تفع لن میں لن کا ''ن'' گرایا اور ''ل'' ساکن کیا، حاصل ہوا مستفعِل
اسے مفعولن سے بدل لیا۔

فعولن میں لن کا ''ن'' گرایا اور ''ل'' ساکن کیا، حاصل ہوا فعولْ

مزاحف کو مقصور کہتے ہیں اور یہ عروض وضرب سے مخصوص ہے یعنی شعر میں عروض وضرب کے علاوہ کسی اور مقام پر رکنِ مقصور نہیں لایا جا سکتا۔

(۶) حَذْف

اگر رکن کے آخر میں سبب خفیف ہو، تو اس کو گرا دینا حذف کہلاتا ہے۔ جیسے:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

مفاعیلن میں ''لن'' گرایا، باقی بچا مفاعی، اسے فعولن سے بدل لیا۔
فاعلاتن میں ''تن'' گرایا، باقی بچا فاعلا، اسے فاعلن سے بدل لیا۔
فاع لاتن میں ''تن'' گرایا، باقی بچا فاع لا، اسے فاع لن سے بدل لیا۔
مس تفع لن میں ''لن'' گرایا باقی بچا مس تفع
فعولن میں ''لن'' گرایا، باقی بچا فعو اسے فَعَل سے بدل لیا۔

مزاحف کو محذوف کہتے ہیں اور یہ بھی عروض وضرب سے مخصوص ہے یعنی مصرع کے آخر ہی میں آ سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مستفع (جو متحرک الآخر ہے) استعمال میں نہیں آ سکتا، کیوں کہ اردو میں کوئی مصرعہ متحرک الآخر نہیں ہوتا۔

(۷) رَفْع

اگر رکن کے شروع میں دو اسبابِ خفیف ہوں تو دوسرے سببِ خفیف کو گرا دینا رفع کہلاتا ہے۔ مثلاً:

مستفعلن میں ''تف'' گرایا، باقی بچا مُسْعِلُن اسے فاعلن سے بدل لیا۔
مفعولاتُ میں ''عو'' گرایا، باقی بچا مفلاتُ اسے مفعولُ سے بدل لیا۔

مزاحف کو مرفوع کہتے ہیں۔ یہ زحاف بھی عام ہے یعنی رکن مرفوع مصرع میں کسی مقام پر بھی لایا جا سکتا ہے۔

(۸) جَدْع

اگر رکن کے شروع میں دو اسبابِ خفیف ہوں، تو دونوں کو ایک ساتھ گرا دینا جدع ہے۔ ملاحظہ کیجئے اس کا عمل:

مفعولاتُ میں ''مف'' اور ''عو'' دونوں اسبابِ خفیف گرے، باقی بچا لاتُ اسے فعْلُ سے بدل لیا۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

مُستَفعِلُن میں ''مس'' اور ''تف'' دونوں اسبابِ خفیف گرے، باقی بچا علُن اسے فَعَلُ سے بدل لیا۔

مزاحف کو مجدوع کہتے ہیں اور یہ زحاف بھی عروض وضرب سے مخصوص ہے۔ بعض لوگوں نے جدع کو جذع بھی لکھا ہے اور مزاحف کو مجدوع کے بجائے مجذوع کہا ہے۔ ظاہر ہے کہ فعلُ جو متحرک الآخر ہے بغیر وقف کے استعمال میں نہیں آ سکتا کیوں کہ اردو میں کوئی مصرعہ متحرک الآخر نہیں ہوتا۔

(۹) تسبیغ

جس رکن کے آخر میں سببِ خفیف ہو، اس کے سببِ خفیف کے متحرک وساکن کے درمیان ایک حرف ساکن بڑھا دینا تسبیغ کہلاتا ہے۔ جیسے:

مفاعیلن میں ''لن'' میں ایک حرفِ ساکن بڑھایا، حاصل ہوا مفاعیلان

فاعلاتن میں ''تن'' میں ایک حرفِ ساکن بڑھایا، حاصل ہوا فاعلاتان اسے فاعلیّان سے بدل لیا

فاع لاتن میں ''تن'' میں ایک حرفِ ساکن بڑھایا، حاصل ہوا فاع لاتان اسے فاع لیّان سے بدل لیا۔

مس تفع لُن میں ''لن'' میں ایک حرفِ ساکن بڑھایا، حاصل ہو مستفع لان

فعولن میں ''لن'' میں ایک حرفِ ساکن بڑھایا، حاصل ہوا فعولان

مزاحف کو مسبّغ کہتے ہیں اور یہ عروض وضرب سے مخصوص ہے۔

اب ہم وتد مجموع پر عمل کرنے والے زحافات کو دیکھیں گے۔

وتد مجموع اگر رکن کے شروع میں ہو، تو اس کے پہلے متحرک کو گرا دینا خرم کہلاتا ہے۔ یہ عمل تین ارکان میں ہوتا ہے، لیکن تینوں میں اس کے نام الگ الگ ہیں۔ اگرچہ اس عمل کو خرم کرنا ہی کہتے ہیں۔ یہاں ہم ان میں سے دو کے بارے میں ہی بات کریں گے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

(۱) خَرم

اگر مفاعیلن کی ''م'' خرم کے عمل سے گرائی جائے تو اسے خرم ہی کہتے ہیں، اور مزاحف اخرم کہلاتا ہے۔

مفاعیلن سے ''م'' گرادیں، تو فاعیلن باقی بچتا ہے، اسے مفعولن سے بدل لیتے ہیں۔

(۲) ثَلُم

اگر فعولن میں (خرم کے عمل سے) ''ف'' گرادی جائے تو اسے ثلم کہتے ہیں اور مزاحف کو اثلم۔

فعولن سے ''ف'' گرادیں، تو عولن بچتا ہے، اسے فعْلن (بسکون عین) سے بدل لیتے ہیں۔

یہ دونوں زحاف خرم اور ثلم صدر وابتدا سے مخصوص ہیں۔

(۳) حَذَ ذ

اگر رکن کے آخر میں آنے والے وتد مجموع کو گرادیا جائے تو اسے حذ ذ کہتے ہیں۔

ملاحظہ کیجئے اس کا عمل:

مستفعلن میں آخری وتد مجموع ''علن'' گرا، باقی بچا مستف اسے فعْلن سے بدل لیا۔

فاعلن میں آخری وتد مجموع ''علن'' گرا، باقی بچا فا، اسے فَعْ سے بدل لیا۔

مزاحف کو احذ کہتے ہیں اور یہ عروض وضرب سے مخصوص ہے۔

(۴) اذالہ

اگر رکن کے آخر میں وتد مجموع ہو، تو اس کے ساکن سے قبل ایک اور حرفِ ساکن کا اضافہ کرنا اذالہ کہلاتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے اس کا عمل:

مستفعلن میں علن کے ''ن'' سے پہلے ایک ساکن ''الف'' کا اضافہ کیا، حاصل ہوا مستفعلان۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

متفاعلن میں علن کے ''ن'' سے پہلے ایک ساکن ''الف'' کا اضافہ کیا، حاصل ہوا متفاعلان۔

فاعلن میں علن کے ''ن'' سے پہلے ایک ساکن ''الف'' کا اضافہ کیا، حاصل ہوا فاعلان۔

مزاحف کو مذال کہتے ہیں اور یہ عروض وضرب سے مخصوص ہے۔

اوراب وہ زحاف جن کا عمل وتد مفروق پر ہوتا ہے:

(۱) وقف

وتد مفروق کے متحرکِ دوم کو ساکن کرنا وقف کہلاتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے اس کا عمل:

مفعولاتُ میں وتد مفروق کے متحرکِ آخر کو ساکن کیا، حاصل ہوا مفعولاتُ بسکون تا، اسے مفعولان سے بدل لیا۔

مزاحف کو موقوف کہتے ہیں اور یہ عروض وضرب سے مخصوص ہے۔

(۲) کشف/کسف

وتد مفروق کے متحرک دوم کو گرانا کشف/کسف کہلاتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے اس کا عمل:

مفعولاتُ میں لاتُ کی تائے متحرک گری، باقی بچا مفعولا، اسے مفعولن سے بدل لیا۔

مس تفع لن میں تفع کی ع متحرک گری، باقی بچا مس تف لن، اسے مفعولن سے بدل لیا۔

فاع لاتن میں فاع کی ع متحرک گری، باقی بچا فالاتن، اسے مفعولن سے بدل لیا۔

مزاحف کو مکشوف/مکسوف کہتے ہیں اور یہ عروض وضرب سے مخصوص ہے۔

---

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ابھی تک ہم نے جتنے زحاف دیکھے یہ سب مفرد تھے کیونکہ ان کا عمل رکن میں کسی ایک نوع کے اجزاء پر ہی ہوتا ہے۔ اب ان زحافوں کو دیکھیں گے جو ایک سے زیادہ نوع کے اجزائے ارکان پر اپنا عمل کرتے ہیں، انھیں مرکب زحاف کہا جاتا ہے اور یہ دو یا دو سے زیادہ مفرد زحافات کے اجتماع سے بنتے ہیں لیکن مرکب زحافات سے پہلے دو ایسے زحافات کو دیکھیں جو اگرچہ مفرد ہیں لیکن مزاحف رکن پر لگائے جاتے ہیں اور رکن سالم پر کبھی نہیں لگتے ہیں۔ ان کے نام ہیں تسکین اور تخنیق۔

اپنے عمل کے لحاظ سے بھی یہ دونوں زحافات (تسکین اور تخنیق) ایک جیسے ہی ہیں، پھر بھی دونوں میں معمولی سا فرق ہے۔ ہماری زبان کی ساخت ایسی ہے کہ اس میں عموماً تین متحرک ایک ساتھ نہیں آتے ہیں اور اگر آتے بھی ہیں تو اکثر سہل پسندی کی بنا پر ان میں سے دوسرے متحرک کو ساکن کرلیا جاتا ہے۔ عربی کے الفاظ حَرَکَتْ، بَرَکَتْ اور رَمَضَانْ وغیرہ مثال میں پیش کیے جاسکتے ہیں جنھیں اردو میں حَرْکَتْ، بَرْکَتْ اور رَمْضَان بولا جاتا ہے اور یہ درست ہے۔ یہی عمل ارکان کے ساتھ بھی روا رکھا گیا ہے اور جہاں تین متحرک لگاتار آئے ہیں، ان میں درمیانی متحرک کو ساکن کرنے کی گنجائش نکال لی گئی ہے۔ تسکینِ اوسط کا یہ عمل جہاں سالم ارکان میں کیا گیا وہاں الگ الگ ناموں سے رائج ہے (مثلاً متفاعلن کی ''ت'' کو ساکن کرنا اضمار اور مفاعلتن کی ''ت'' کو ساکن کرنا عَصْب کہلاتا ہے، اگرچہ یہ تسکینِ اوسط ہی ہے) لیکن جہاں کسی زحاف کے عمل سے ایسی صورت پیدا ہوگئی یعنی مزاحف شکل میں تین مسلسل متحرک آگئے، وہاں تسکین اور تخنیق کے ذریعے درمیانی متحرک کو ساکن کیا جاتا ہے، لیکن تسکین اور تخنیق کے دائرۂ کار الگ الگ ہیں۔

(۱) تسکین

اگر کسی مزاحف رکن میں تین متحرک مسلسل آجائیں، تو ان میں سے درمیانی متحرک کو ساکن کرنا تسکین کہلاتا ہے، بشرطیکہ اس عمل (یعنی تسکینِ حرفِ متحرک) سے بحر نہ بدل جائے۔ مزاحف کو مسکن کہتے ہیں۔ جیسے بحر رمل میں فاعلاتن پر خبن کے عمل سے فعِلاتن

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

حاصل ہوتا ہے جس میں ''ف''، ''ع'' اور ''ل''، تین متحرک مسلسل ہیں، تسکین کے ذریعے ان میں سے دوسرا متحرک ''ع'' ساکن کیا جاسکتا ہے اور اس سے حاصل ہوگا، فعْلاتن بسکونِ عین جسے مفعولن سے بدلا جاسکتا ہے یعنی یہاں فعِلاتن مخبون پر تسکین کے عمل سے مفعولن حاصل کیا گیا۔ یہ مخبون مسکن ہے۔

لیکن بحر رمل کا وزن ''فعِلاتُ فاعلاتن فعِلاتُ فاعلاتن'' جس میں فعِلاتُ مشکول ہے، اس پر تسکین کا عمل مناسب نہیں (اگرچہ اس میں بھی ''ف''، ''ع'' اور ''ل'' تینوں حروف متحرک ہیں)، کیوں کہ اگر یہاں تسکین کا عمل کرایا جائے گا تو حاصل ہوگا فعْلاتُ بسکونِ عین یعنی مفعولُ اور ''مفعولُ فاعلاتن مفعولُ فاعلاتن'' بحرِ رمل کا وزن نہیں رہے گا بلکہ مضارع کا وزن ہو جائے گا۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ تسکین کا عمل صرف ایسے ارکان پر کرایا جائے، جس کے نتیجے میں بحر نہ بدل جائے۔

(۲) تخنیق

اگر کسی مزاحف رکن کے آخر میں کوئی متحرک حرف ہو، جو بعد میں آنے والے رکن کے وتد مجموع کے دو ابتدائی حروف کے ساتھ مل کر تین متحرک حروف کا تسلسل پیدا کرتا ہو، تو ایسی صورت میں اس وتد مجموع کے پہلے حرف کو ساکن کرنا تخنیق کہلاتا ہے اور مزاحف کو مخنق کہتے ہیں۔ جیسے ''مفعولُ مفاعیلن'' میں مفعولُ (اخرب) کا آخری متحرک ''ل'' اور مفاعیلن کے وتد مجموع کے ابتدائی دونوں متحرک ''م'' اور ''ف'' مل کر تین مسلسل متحرک حاصل ہوتے ہیں۔ ان میں سے درمیانی متحرک یعنی وتد مجموع کا پہلا حرف متحرک ''م'' ساکن کیا، تو حاصل ہوا:

مفعولُ + مفاعیلن (تسکین م) ----- مفعولُ + مْ + فاعیلن

ظاہر ہے کہ یہ ساکن رکن کے شروع میں نہیں رہ سکتا کیوں کہ ہماری زبان کی ساخت ایسی نہیں ہے کہ اس کا کوئی لفظ حرفِ ساکن سے شروع ہو۔ چنانچہ اس ساکن ''م'' کو اس سے پہلے کے حرف متحرک کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے اور حاصل ہوتا ہے:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

مفعولُ +م + فاعیلن ----- مفعولم + فاعیلن

اسے مفعولن مفعولن سے بدل لیا جاتا ہے۔ یہی عمل تخنیق ہے اور یہ ارکان یعنی مفعولن مفعولن ہرگز اخرم نہیں ہیں جیسا کہ غلطی سے اکثر سمجھا جاتا ہے بلکہ یہ علی الترتیب اخرب اور سالم مخنّق ہیں۔

تخنیق کو تحسبیق اور تحسنیق بھی کہا گیا ہے اور مزاحف کو مخنّق کے علاوہ محسّبق اور محسّق کا نام بھی دیا گیا ہے۔

اور اب **مرکب زحاف** یعنی ایسے زحاف جو ایک سے زیادہ مفرد زحافات کے اجتماع سے وجود پاتے ہیں۔ خاص بات اور اہم بات یہ ہے کہ ان زحافات کا عمل رکنِ سالم پر ایک ساتھ کرایا جائے گا، ایسا نہیں ہوگا کہ پہلے ایک مفرد زحاف رکنِ سالم پر عمل کرے اور اس سے حاصل مزاحف پر دوسرا مفرد زحاف لگایا جائے۔ یہ بات اصولاً غلط ہے۔ تو آیئے دیکھیں مرکب زحافات اور ان کا عمل۔

(۱) شکل

اجتماع خبن و کفّ کو شکل کہتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے اس کا عمل:

فاعلاتن میں خبن سے فا کا ''الف'' اور کف سے تن کا ''ن'' دونوں گرے۔ باقی بچا فَعِلاتُ۔

مس تفع لن میں خبن سے مس کا ''س'' اور کف سے لن کا ''ن'' دونوں گرے۔ باقی بچا مُتَفْعِلُ، اسے مفاعِلُ سے بدل لیا۔

مزاحف کو مشکول کہتے ہیں۔

شکل عام زحاف ہے اور مزاحف مشکول شعر میں کسی بھی مقام پر آ سکتا ہے۔

(۲) خربُ

اجتماع خرم و کفّ کو خرب کہتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے اس کا عمل:

مفاعیلن میں خرم سے ''م'' اور کف سے لن کا ''ن'' گرے، باقی بچا فاعیلُ اسے

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

مفعولُ سے بدل لیا۔

مزاحف کو اخرب کہتے ہیں اور یہ صدر وابتدا سے مخصوص ہے۔

(۳) ثرم

اجتماعِ ثلم وقبض کو ثرم کہتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے اس کا عمل:

فعولن میں ثلم سے فعو کا ''ف'' اور قبض سے لن کا ''ن'' گرے، باقی بچا عولُ اسے فعلُ سے بدل لیا۔

مزاحف کو اثرم کہتے ہیں اور یہ صدر وابتدا سے مخصوص ہے۔

(۴) شتر

اجتماعِ خرم وقبض کو شتر کہتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے اس کا عمل:

مفاعیلن میں خرم سے ''م'' اور قبض سے عی کا ''ی'' گرے، باقی بچا فاعلن۔

مزاحف کو اشتر کہتے ہیں اور یہ صدر وابتدا سے مخصوص ہے۔

(۵) نحر

اجتماعِ جدع وکشف کو نحر کہتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے اس کا عمل:

مفعولاتُ میں جدع سے دونوں اسبابِ خفیف ''مف'' اور ''عو'' گرے اور کشف سے لاتُ کی تائے متحرک گری۔ باقی بچا ''لا'' اسے فعْ سے بدل لیا۔

مزاحف کو منحور کہتے ہیں اور یہ عروض وضرب سے مخصوص ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بحور واَوزان

بحرِ ہزج

ہزج مثمن سالم

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن (دوبار)

کبھی جب درد کے سُر میں کوئی نغمہ سناتا ہے
نہ جانے کیوں مجھے گزرا زمانہ یاد آتا ہے

کبھی جَب در (مفاعیلن) دَ کے سر میں (مفاعیلن) کُئی نغمہ (مفاعیلن) سناتا ہے
(مفاعیلن)/نَ جانے کیوں (مفاعیلن) مجھے گزرا (مفاعیلن) زمانہ یا (مفاعیلن) دَ آتا ہے (مفاعیلن)

ہزج مثمن محذوف/مقصور

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن فعولن/فعولان (دوبار)

محذوف کی مثال ۔

مجھے اپنے خیالوں میں بسا لیتے تو کیا تھا
جوانی میری مٹنے سے بچا لیتے تو کیا تھا

مجھے اپنے (مفاعیلن) خیالوں میں (مفاعیلن) بسا لیتے (مفاعیلن) ٹُ کیا تھا (فعولن)
جوانی مے (مفاعیلن) رِ مٹنے سے (مفاعیلن) بچا لیتے (مفاعیلن) ٹُ کیا تھا (فعولن)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

مقصور کی مثال۔

مرے ہمدم ترا دامن جو پکڑے گا کوئی خار
تجھے اس لمحہ رہ رہ کر ستاے گی مری یاد

مرے ہمدم (مفاعیلن) ترادامن (مفاعیلن) جُ پکڑے گا (مفاعیلن) کُئی خار (فعولان)
تجھے اس لم (مفاعیلن) حَ رہ رہ کر (مفاعیلن) ستائے گی (مفاعیلن) مری یاد (فعولان)

محذوف اور مقصور اوزان کا شعر میں اجتماع جائز ہے، یعنی شعر کا ایک مصرعہ محذوف اور دوسرا مقصور وزن میں باندھا جا سکتا ہے۔ شعر کا وزن مصرعہ ثانی کے مطابق کہا جائے گا۔ یعنی اگر عروض مقصور اور ضرب محذوف ہو تو شعر کا وزن محذوف ہوگا اور اگر عروض محذوف اور ضرب مقصور ہو تو شعر کا وزن مقصور کہا جائے گا۔ وزن کا تعین ہمیشہ ضرب سے کیا جاتا ہے، عروض سے نہیں۔

ہزج مثمن مقبوض

مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن (دوبار)

وفا کے گیت گانے والے کیا ہوئے کہاں گئے؟
وہ عمر بھر نبھانے والے کیا ہوئے کہاں گئے؟

وفا کِ گی (مفاعلن) تَ گانِ وا (مفاعلن) لِ کیا ہُئے (مفاعلن) کہاں گئے (مفاعلن)
وُ عمر بھر (مفاعلن) نبھانِ وا (مفاعلن) لِ کیا ہُئے (مفاعلن) کہاں گئے (مفاعلن)

ہزج مثمن اخرب مکفوف مکفوف محنق سالم الآخر

مفعولُ مفاعیلن مفعولُ مفاعیلن (دوبار)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

کچھ ہم ہی نہیں تنہا ، کشتہ غم فرقت کے
دُنیا میں محبت کا ، انجام جُدائی ہے

کچھ ہم ہِ (مفعولُ) نہیں تنہا (مفاعیلن) کشتہ غَ (مفعولُ) مِ فرقت کے (مفاعیلن)
دُ نیا مِ (مفعولُ) محبت کا (مفاعیلن) انجا م (مفعولُ) جُدا ئی ہے (مفاعیلن)

اس وزن میں اور ایسے تمام اوزان میں جن میں دوطرح کے ارکان دو بار آتے ہیں، مصرعہ دو برابر کے حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور ان دونوں حصوں کے درمیان وقفہ آتا ہے، اگر اس جگہ پر کوئی ایسا لفظ آجائے جو دو حصوں میں تقسیم ہو کر آدھا اس وقفے کے ایک طرف اور آدھا دوسری طرف ہو جائے، تو کانوں کو ناگوار محسوس ہوتا ہے۔ اسی عیب کو شکستِ نارَوا کہا جاتا ہے۔ اس کی دریافت حسرتؔ موہانی نے کی تھی، اگرچہ اس کا احساس شاعروں کو پہلے بھی تھا۔ ایسی بحور جن میں یہ وقفہ پایا جاتا ہے شکستہ بحریں کہلاتی ہیں۔

ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف/مقصور

مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولن/فعولان (دوبار)

محذوف کی مثال ۔

عاشق ہوں ترا میں تو مجھے چاہے نہ چاہے
میں نے تجھے چاہا ہے نبھاؤں گا ہمیشہ

عاشقْ ہُ (مفعولُ) ترا میں ثُ (مفاعیلُ) مجھے چاہِ (مفاعیلُ) نَ چاہے (فعولن)
میں نے ثُ (مفعولُ) جھِ چاہاہِ (مفاعیلُ) نبھاؤں گ (مفاعیلُ) ہمیشہ (فعولن)

مقصور کی مثال ۔

دنیا میں برا بھی ہے بھلا بھی یہی انسان
انسان فرشتہ بھی ہے شیطان بھی انسان

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

دنیامِ (مفعولُ) برابھی ہِ (مفاعیلُ) بھلابھی یِ (مفاعیلُ) ہِ انسان (فعولان)
انسان (مفعولُ) فرشتہ بھِ (مفاعیلُ) ہَ شیطان (مفاعیلُ) بھ انسان (فعولان)
عروض میں محذوف کی جگہ مقصور اور مقصور کی جگہ محذوف رکن لانے کی اجازت ہے۔

ہزج مثمن اشتر مکفوف مقبوض مخنق سالم الآخر

فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن (دوبار)

زندگی کے صحرا میں ہر طرف ہے بے مہری
جس طرف نظر ڈالوں دشتِ کربلا دیکھوں

زندگی (فاعلن) کِ صحرامیں (مفاعیلن) ہرطرف (فاعلن) ہَ بےمہری (مفاعیلن)
جس طرف (فاعلن) نظرڈالوں (مفاعیلن) دشتِ کر (فاعلن) بلادیکھوں (مفاعیلن)

یہ بحر بھی شکستہ ہے یعنی اس میں بھی مصرعہ کے درمیان وقفہ آتا ہے۔

ہزج مسدس سالم

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن (دوبار)

مآلِ عشق خجلت کے سِوا کیا ہے
کہو سب سے نہ کوئی دل لگائے یاں

مآلےعش (مفاعیلن) قِ خجلت کے (مفاعیلن) سوا کیا ہے (مفاعیلن)
کہوسب سے (مفاعیلن) نَ کوئی دل (مفاعیلن) لگائے یاں (مفاعیلن)

ہزج مسدس محذوف/مقصور

مفاعیلن مفاعیلن فعولن/فعولان (دوبار)

محذوف کی مثال۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

سکوں اکثر رہا کرتا ہے دل کو
تمھاری یاد اب آئے نہ آئے

سکوں اکثر (مفاعیلن) رہا کرتا (مفاعیلن) ہَ دل کو (فعولن)
تمھاری یا (مفاعیلن) دَاب آئے (مفاعیلن) نَ آئے (فعولن)

مقصور کی مثال ۔

تمھاری چاہ نے دی ہے یہ سوغات
تڑپتے ہیں تمھارے غم میں دن رات

تمھاری چا (مفاعیلن) ہَ نے دی ہے (مفاعیلن) یِ سوغات (فعولان)
تڑپتے ہیں (مفاعیلن) تمھارے غم (مفاعیلن) مِ دن رات (فعولان)

عروض میں محذوف کی جگہ مقصور یا مقصور کی جگہ محذوف لانا جائز ہے۔

ہزج مسدس مقبوض

مفاعلن مفاعلن مفاعلن (دوبار)

قصور تو میں ان سے اپنا پوچھتا!
وہ میرا گھر جلانے والے کیا ہوئے

قصور تو (مفاعلن) مَ ان سے اپ (مفاعلن) نَ پوچھتا (مفاعلن)
وُ میرَ گھر (مفاعلن) جلانِ وا (م فاعلن) لِ کیا ہئے (مفاعلن)

ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف/مقصور

مفعولُ مفاعِلن فعولن/فعولان (دوبار)

محذوف کی مثال ۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

یہ عشق عجیب اک بلا ہے
بخشا نہ بڑے بڑوں کو اس نے

یہ عشق (مفعولُ) عجیب اک (مفاعلن) بلا ہے (فعولن)
بخشانَ (مفعولُ) بڑے بڑوں (مفاعلن) کُ اس نے (فعولن)

مقصور کی مثال۔

تھا ناز بہت کہ دل نہ دیں گے
دیکھا جو اسے تو اُڑ گئے ہوش

تھا ناز (مفعولُ) بہت کِ دل (مفاعلن) نَ دیں گے (فعولن)
دیکھاجُ (مفعولُ) اسے تُ اڑ (مفاعلن) گئے ہوش (فعولان)

عروض محذوف اور ضرب مقصور ہے۔

عروض میں محذوف کی جگہ مقصور اور مقصور کی جگہ محذوف لانا درست ہے۔

اسی وزن پر تخنیق کے عمل سے یہ وزن برآمد کیا جاسکتا ہے:

ہزج مسدس اخرب مقبوض مخنق محذوف/مقصور

مفعولن فاعلن فعولن /فعولان (دوبار)

محذوف کی مثال۔

آنکھیں بھیگیں تڑپ اُٹھا دل
جب جب تیرا خیال آیا!

آنکھیں بھی (مفعولن) گیں تڑپ (فاعلن) اٹھا دل (فعولن)
جب جب تے (مفعولن) راخیا (فاعلن) لَ آیا (فعولن)

مقصور کی مثال۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

کرلے جتنی جفائیں چاہے !
چاہت سے ہم نہ آئیں گے باز
کرلے جت (مفعولن) نی جفا (فاعلن) ءِ چاہے (فعولن)
چاہت سے (مفعولن) ہم نَ آ (فاعلن) ءِ گے باز (فعولان)
عروض محذوف اور ضرب مقصور ہے۔
عروض میں مخذوف کے بجائے مقصور اور مقصور کے بجائے محذوف لانے کی اجازت ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بحرِ رَجز

رجز مثمن سالم

مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن (دوبار)

سنسار میں سب سے حسیں ہندوستاں جنّت نشاں

جس کا کوئی ثانی نہیں ہندوستاں جنّت نشاں

سنسار میں (مستفعلن) سب سے حسیں (مستفعلن) ہندوستاں (مستفعلن) جنّت نشاں

(مستفعلن) / جس کا کُئی (مستفعلن) ثانی نہیں (مستفعلن) ہندوستاں (مستفعلن)

جنّت نشاں (مستفعلن)

عروض میں سالم کے بجائے مذال (مستفعلان) لانے کی بھی اجازت ہے۔

رجز مثمن مطوی

مفتَعِلن مفتَعِلن مفتَعِلن مفتَعِلن (دوبار)

اپنی نگاہوں سے مجھے یار گرانا نہ کبھی

خواب مری چاہ کا مٹی میں ملانا نہ کبھی

اپنِ نگا (مفتَعِلن) ہوں سِ مجھے (مفتَعِلن) یارگرا (مفتَعِلن) نانَ کبھی (مفتَعِلن)

خواب مِری (مفتعلن) چاہ کَ مٹ (مفتعلن) ٹی مِ ملا (مفتَعِلن) نانَ کبھی (مفتَعِلن)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

رجز مثمن مطوی مخبون

مفتعِلن مفاعلن مفتَعِلن مفاعلن (دوبار)

کس کو دکھائیں زخمِ دل، کوئی بھی ہم نوا نہیں
کس کو سُنائیں حال دل، کوئی نہیں ہے راز داں

کس کُ دکھا(مفتَعِلن)ءِزخمِ دل(مفاعلن)کوءِبھ ہم(مفتَعِلن)نوانہیں(مفاعلن)کس
کُ سنا(مفتَعِلن)ءِحالِ دل(مفاعلن)کوءِنہیں(مفتعلن)ہَ رازداں(مفاعلن)

عروض میں مخبون کی جگہ مخبون مذال لانے کی اجازت ہے۔
یہ بحر بھی شکستہ بحر ہے اور اس کے درمیان وقفہ لازم ہے۔

رجز مثمن مرفوع مخبون

فاعلن مفاعلن فاعلن مفاعلن (دوبار)

حق سے ہوں میں بے خبر مجھ کو راستہ دکھا
مجھ کو ہر گناہ سے اے مرے خدا بچا

حق سِ ہوں(فاعلن)مَ بے خبر(مفاعلن)مجھ کُ را(فاعلن)ستہ دکھا(مفاعلن)
مجھ کُ ہر(فاعلن)گناہ سے(مفاعلن)اے مِرے(فاعلن)خدا بچا(مفاعلن)

یہ بحر شکستہ ہے۔

رجز مسدس سالم

مستفعِلن مستفعِلن مستفعِلن (دوبار)

کچھ بات ہے ایسی ہمارے یار میں
اس کا بدل کوئی نہیں سنسار میں

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

کچھ بات ہے (مستفعلن) ایسی ہما (مستفعلن) رے یار میں (مستفعلن)
اس کا بدل (مستفعلن) کوئی نہیں (مستفعلن) سنسار میں (مستفعلن)

عروض میں سالم کی جگہ مذال (مستفعِلان) لانے کی بھی اجازت ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بحرِ رَمل

رمل مثمن محذوف/مقصور

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن/ فاعلان (دوبار)

محذوف کی مثال ۔

اک تمھارا ہاتھ کیا آیا تھا میرے ہاتھ میں
دل میں کیا کیا حوصلے اُبھرے تھے یہ کیا ہوگیا

اک تمھارا (فاعلاتن) ہاتھ کیا آ (فاعلاتن) یاتھ میرے (فاعلاتن) ہاتھ میں (فاعلن)
دل مِ کیا کیا (فاعلاتن) حوصلے اُبھ (فاعلاتن) رے تھ یہ کیا (فاعلاتن) ہوگیا (فاعلن)

مقصور کی مثال ۔

ہو گئے مجھ کو زیادہ جان سے اپنی عزیز
آ گئے ہیں جب سے ان شیریں لبوں پر میرے شعر

ہو گئے مجھ (فاعلاتن) کو زیادہ (فاعلاتن) جان سے اپ (فاعلاتن) نی عزیز (فاعلان)
آ گئے ہیں (فاعلاتن) جب سِ ان شی (فاعلاتن) ریں لبوں پر (فاعلاتن) میرِ شعر (فاعلان)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

رمل مثمن مخبون محذوف/محذوف مسکّن/مقصور/مقصور مسکّن

فاعِلاَ تن/فَعِلا تن فَعِلا تن فَعِلن/فعْلن/فَعِلان/فعْلان (دوبار)

محذوف کی مثال۔

اپنی نظروں سے مجھے یار گرانا نہ کبھی
میرے جذبات کو مٹی میں ملانا نہ کبھی

اپنِ نظروں (فاعلاتن) سِ مجھے یا (فعِلا تن) رَ گرانا (فعِلا تن) نَ کبھی (فَعِلن)
میرِ جذبا (فاعلاتن) ت کُ مٹی (فعِلا تن) مِ ملانا (فعِلا تن) نَ کبھی (فعِلن)

محذوف مسکّن کی مثال۔

اپنے ہی گھر میں ہوئی جاتی ہے غیر اب اردو
میں جو اردو میں لکھوں کون پڑھے گا مجھ کو

اپنِ ہی گھر (فاعلاتن) مَ ہُئی جا (فَعِلا تن) تِہَ غیرب (فَعِلا تن) اردو (فعْلن)
مَے جُ اردو (فاعلاتن) مَ لکھوں کو (فَعِلا تن) نَ پڑھے گا (فَعِلا تن) مجھ کو (فعْلن)

مقصور کی مثال۔

خوب رؤ کوئی زمانے میں نہیں اس جیسا
ایسا بے مثل ہے یکتا ہے جہاں میں مرا یار

خو برو کو (فاعلاتن) ءِ زمانے (فَعِلا تن) مِ نہیں اُس (فَعِلا تن) جیسا (فعْلن)
ایسَ بے مث (فاعلاتن) لَہَ یکتا (فَعِلا تن) ہَ جہاں میں (فَعِلا تن) مِرَ یار (فَعِلان)

مقصور مسکّن کی مثال۔

تو ہے رحمت کا سمندر میں گنہ گار سہی!
اپنی رحمت کی ردا مجھ کو اُڑھا دے اللہ

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

توہَ رحمت (فاعلاتن) کَ سمندر (فعِلاتن) مَ گنہ گا (فَعِلاتن) رَسہی (فعِلن)
اپنِ رحمت (فاعلاتن) کِ ردا مجھ (فعِلاتن) کُ اڑھادے (فعِلاتن) ال لاہ (فعلان)

صدر و ابتدا میں فاعلاتن اور فَعِلاتن دونوں کا لانا درست ہے اور یہ چاروں اوزان ایک دوسرے کے متبادل کے طور پر استعمال ہوتے ہیں یعنی ایک ضرب کے ساتھ دوسرا عروض لانا جائز ہے۔

رمل مثمن مشکول

فَعِلاتُ فاعلاتن فعِلاتُ فاعلاتن (دوبار)

جو دلوں کو فتح کر لے، ہے جہاں میں دھوم جس کی
کرے گھر سبھی کے دل میں، وہ مری زبان اردو

جُ دلوں کُ (فعِلاتُ) فتح کر لے (فاعلاتن) کہ جہاں مِ (فعِلاتُ) دھوم جس کی (فاعلاتن)
کَرِ گھر سِ (فعلاتُ) بھی کِ دل میں (فاعلاتن) اُ مری زَ (فعِلاتُ) بان اردو (فاعلاتن)

یہ بحر بھی شکستہ ہے اور اس میں مصرعہ دو برابر حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔

رمل مسدّس سالم

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن (دوبار)

بجلیوں کی جن درختوں پر نظر ہے
ان کے سائے میں مرا مٹی کا گھر ہے

بجلیوں کی (فاعلاتن) جن درختوں (فاعلاتن) پر نظر ہے (فاعِلاتن)
ان کِ سائے (فاعلاتن) میں مرا مٹ (فاعلاتن) ٹی کَ گھر ہے (فاعلاتن)

رمل مسدّس محذوف/مقصور

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن/ فاعلان (دوبار)

محذوف کی مثال ۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

سانس مزدوروں نے راحت کا لیا
ڈھل گیا دن سائے لمبے ہو گئے

سانس مزدو (فاعلاتن) روں نِ راحت (فاعلاتن) کا لیا (فاعلن)
ڈھل گیا دن (فاعلاتن) ساءِ لمبے (فاعلاتن) ہو گئے (فاعلن)

مقصور کی مثال۔

یاد میں جس کی بھلایا سب جہاں
اب ہمیں آتی نہیں اس کی بھی یاد

یاد میں جس (فاعلاتن) کی بھلایا (فاعلاتن) سب جہاں (فاعلن)
اب ہمیں آ (فاعلاتن) تی نہیں اس (فاعلاتن) کی بھِ یاد (فاعلان)

عروض محذوف اور ضرب مقصور ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بحرِ کامل

کامل مثمن سالم

متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن (دوبار)

نہ سنو بُرا جو کہے کوئی، نہ کرو بُرا جو کرے کوئی

اسے روک دو جو غلط چلے، اسے بخش دو جو خطا کرے

نَ سنو برا (متفاعلن) جُ کہے کُئی (متفاعلن) نَ کرو برا (متفاعلن) جُ کرے کُئی (متفاعلن)

اُسِ روک دو (متفاعلن) جُ غلط چلے (متفاعلن) اُسِ بخش دو (متفاعلن) جُ خطا کرے (متفاعلن)

عروض میں سالم کے بجائے مذال (متفاعلان) بھی لایا جاسکتا ہے۔

کامل مسدّس سالم

متفاعلن متفاعلن متفاعلن (دوبار)

یہ رہِ حیات کے فاصلے نہ کٹیں گے یوں

مرے ساتھ چل مرے ہم نشیں مرے ساتھ چل

یِ رَہِ حیا (متفاعلن) تَ کِ فاصلے (متفاعلن) نَ کٹیں گِ یوں (متفاعلن)

مِرِ ساتھ چل (متفاعلن) مِرِ ہم نشیں (متفاعلن) مِرِ ساتھ چل (متفاعِلن)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بحرِ وافر

www.urduchannel.in

وافر مثمن سالم

مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن (دوبار)

زمانے میں کوئی ایسا نہیں کہ جیسا وہ خوبرو ہے مرا
نہ ایسی ادا جہاں میں کہیں نہ ایسی حیا جہاں میں کہیں

زمانِ مِ کو(مفاعلتن) ءِ ایسَ نہیں(مفاعلتن) کِ جیسَ وُ خُو(مفاعلتن) بروہَ مرا (مفاعلتن)/نَ ایسِ ادا(مفاعلتن)جہاں مِ کہیں(مفاعلتن)نَ ایسِ حیا(مفاعلتن) جہاں مِ کہیں(مفاعلتن)

وافر مسدّس سالم

مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن (دوبار)

خطا نہ کرے جہاں میں ہے کون ایسا بشر
کرے وہ معاف دل سے پکار لیجے اگر

خطانَ کرے(مفاعلتن)جہاں مِ ہَ کو(مفاعلتن)نَ ایسَ بشر(مفاعلتن)
کرےوُ معا(مفاعلتن)فَ دل سِ پکا(مفاعلتن)رَلیجِ اگر(مفاعلتن)

www.urduchannel.in

بحرِ متقارب

متقارب مثمن سالم

فعولن فعولن فعولن فعولن (دوبار)

یہی وہ جگہ ہے جہاں ہم ملے تھے
یہیں آج مٹّی ہے میری جوانی

یہی وہ (فعولن) جگہ ہے (فعولن) جہاں ہم (فعولن) ملے تھے (فعولن)
یہیں آ (فعولن) جَ مٹّی (فعولن) ہَ میری (فعولن) جوانی (فعولن)

عروض میں سالم کی جگہ مسبّغ فعولان لانا بھی درست ہے۔
اسے مضاعف بھی استعمال کرتے ہیں۔

متقارب مثمن سالم مضاعف

فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن (دوبار)

بہت راہ دیکھی ہے ہم نے تمھاری، بہت ہم نے فرقت میں آنسو پیے ہیں
تم آؤ گے اک روز پھر آس بن کر، اسی آس پر ہم تو برسوں جیے ہیں

بہت را (فعولن) ہَ دیکھی (فعولن) ہَ ہم نے (فعولن) تمھاری (فعولن) بہت ہم (فعولن) نِ
فرقت (فعولن) م آنسو (فعولن) پیے ہیں (فعولن)
تماؤ (فعولن) گِ اک رو (فعولن) زَ پھر آ (فعولن) س بن کر (فعولن) اسی آ (فعولن) س پر
ہم (فعولن) ث برسوں (فعولن) جیے ہیں (فعولن)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

متقارب مثمن محذوف/مقصور

فعولن فعولن فعولن فَعَل/فعول (دوبار)

محذوف کی مثال ۔

نہیں اس کا ثانی جہاں میں کوئی
ہمیں سب سے پیارا ہے اپنا وطن

نہیں اس (فعولن) کَ ثانی (فعولن) جہاں میں (فعولن) کُئی (فَعَل)
ہمیں سب (فعولن) سِ پیارا (فعولن) ہَ اپنا (فعولن) وطن (فَعَل)

مقصور کی مثال ۔

حسینوں سے خالی نہیں یہ جہان
مگر کوئی تجھ سا نہیں میری جان

حسینوں (فعولن) سِ خالی (فعولن) نہیں یہ (فعولن) جہان (فعول)
مگر کو (فعولن) ءِ تجھ سا (فعولن) نہیں مے (فعولن) رِجان (فعول)

عروض میں محذوف کی جگہ مقصور اور مقصور کی جگہ محذوف لانا درست ہے۔

متقارب مثمن اثلم مقبوض مخنق سالم الآخر

فعُلن فعولن فعُلن فعولن (دوبار)

رہتا ہے دل کو اکثر سکوں اب
اب یاد تیری آئے نہ آئے

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

رہتا (فعْلن)ہ دل کو (فعولن) اکثر (فعْلن) سکوں اب (فعولن)

اب یا (فعلن) دَ تیری (فعولن) آئے (فعْلن)نَ آئے (فعولن)

یہ بحر بھی شکستہ ہے اور اس میں وقفہ لازم ہے۔

متقارب مسدّس سالم

فعولن فعولن فعولن (دوبار)

بہاتی رہیں اشک آنکھیں
گزرتی رہی شامِ فرقت

بہاتی (فعولن) رہیں اش (فعولن) ک آنکھیں (فعولن)
گزرتی (فعولن) رہی شا (فعولن) م فرقتْ (فعولن)

متقارب مسدّس محذوف/مقصور

فعولن فعولن فَعَلْ/فعولْ (دوبار)

وطن کے لیے جائے جان
یہی ہے مری آرزو

وطن کے (فعولن) لیے جا (فعولن) ءِ جان (فعولْ)
یہی ہے (فعولن) مری آ (فعولن) رَ زُ و (فَعَل)

عروض مقصور اور ضرب محذوف ہے اور دونوں کا ایک شعر میں جمع کرنا جائز ہے۔

متقارب مثمن اثرم مقبوض سالم الآخر

فعلُ فعولُ فعولُ فعولن (دوبار)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اس وزن پر تخنیق کے عمل سے مندرجہ ذیل اوزان حاصل کیے جا سکتے ہیں:

فعلن فعلُ فعولُ فعولن

فعولُ فعولن فعلُ فعولن

فعلُ فعولُ فعولن فعْلن

فعْلن فعْلن فعلُ فعولن

فعلُ فعولن فعْلن فعْلن

فعْلن فعلُ فعولن فعْلن

فعْلن فعْلن فعْلن فعْلن

یہ سبھی اوزن ایک دوسرے کے متبادل کے طور پر استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

متقارب مثمن اثرم مقبوض محذوف/مقصور

فعلُ فعولُ فعولُ فَعَلْ/فعولْ (دو بار)

اس وزن پر تخنیق کے عمل سے مندرجہ ذیل اوزان حاصل کیے جا سکتے ہیں:

فعلن فعلُ فعولُ فَعَل

فعولُ فعولن فعلُ فَعَل

فعلُ فعولُ فعولن فع

فعْلن فعْلن فعلُ فَعَل

فعلُ فعولن فعْلن فع

فعْلن فعلُ فعولن فع

فعْلن فعْلن فعْلن فع

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اوراسی طرح
فعلن فعلُ فعولُ فعول
فعولُ فعولن فعلُ فعول
فعلُ فعولُ فعولن فاع
فعْلن فعْلن فعلُ فعول
فعلُ فعولن فعْلن فاع
فعْلن فعلُ فعولن فاع
فعْلن فعْلن فعْلن فاع
یہ سبھی اوزن ایک دوسرے کے متبادل کے طور پر استعمال کیے جاسکتے ہیں۔

متقارب مثمن اثرم مقبوض محذوف/مقصور مضاعف

(یا متقارب اثرم مقبوض محذوف/مقصور سولہ رکنی)

فعلُ فعولُ فعولُ فعولُ فعولُ فعولُ فعَلَنْ/فعولُ (دوبار)

اس وزن پر تخنیق کے عمل سے ۲۵۶ اوزان حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ان دوسو چھپن اوزان کو یاد رکھنا یقیناً مشکل کام ہے۔لیکن اگر آپ مندرجہ ذیل چند نکات کو ذہن نشیں کرلیں تو اس وزن میں آپ سے چوک نہیں ہوگی۔

(۱) صدر وابتدا میں ہمیشہ فعْلن یا فعلُ ہی آئے گا۔
(۲) عروض وضرب میں ہمیشہ فَعَلَنْ ،فَعولُ ،فع یا فاع میں سے کوئی آئے گا۔
(۳) فَعَلَنْ ،فعولُ ،فع اور فاع عروض وضرب کے علاوہ کہیں اور نہیں آئیں گے۔
(۴) حشو میں فعْلن ،فعلُ ،فعولُ اور فعولن میں سے ہی کوئی آئے گا۔
(۵) حشو میں فعْلن کے بعد ہمیشہ یا تو دوبارہ فعْلن ہی آئے گا یا پھر فعلُ آئے گا۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

(۶) حشو میں فعلُ کے بعد ہمیشہ فعولُ یا فعولن میں سے کوئی آئے گا۔
(۷) حشو میں فعولُ کے بعد یا تو دوبارہ فعولُ آئے گا یا پھر فعولن آئے گا۔
(۸) حشو میں فعولن کے بعد ہمیشہ فعْلن یا فعلُ میں سے کوئی آئے گا۔
(۹) عروض وضرب میں اگر فَعَلْ یا فَعولْ میں سے کوئی ہے، تو اس سے پہلے کے حشو میں ہمیشہ فعلُ یا فعولُ میں سے کوئی ہوگا، فعْلن یا فعولن کبھی نہیں ہوگا۔
(۱۰) عروض وضرب میں اگر فع یا فاع میں سے کوئی ہے، تو اس سے پہلے کے حشو میں ہمیشہ فعْلن یا فعولن میں سے کوئی ہوگا، فعلُ یا فعولُ کبھی نہیں ہوگا۔

(گزشتہ دونوں اوزان کو بھی اسی طرح یاد رکھ سکتے ہیں۔)

شمس الرحمٰن فاروقی نے اس وزن کے لیے بحرِ میرؔ کا نام تجویز کیا ہے، کیوں کہ میرؔ نے اس کو کثرت سے استعمال کیا ہے، لیکن انھوں نے اس میں بعض دیگر اوزان کے خلط کو بھی جائز قرار دیا ہے، جو قطعی درست نہیں اور عروض کے مسلّمہ اصولوں کے خلاف ہے۔

اور اب بحرِ میرؔ کی مثال ؎

میرؔ کے جیسے کہنے والے اَب اس دور میں کیا ہوں گے
میرے لیے کیا کم ہے عارفؔ! بحرِ میرؔ میں کہتا ہوں

میر(فعلُ) کِ جیسے(فعولن) کہنے(فعْلن)والے(فعْلن) اب اس (فعْلن)
دَور(فعلُ)مِ کیا ہوں(فعولن)گے(فع)
میرِ(فعلُ) لیے کیا(فعولن) کم ہے(فعْلن) عارف(فعْلن) بحرے(فعْلن) میرؔ
(فعلُ)مِ کہتا(فعولن)ہوں(فع)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بحرِ متدارک

متدارک مثمن سالم

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن (دوبار)

میں پرندہ تو اونچی اُڑانوں کا تھا
بخت نے نوچ ڈالے مرے بال و پر

میں پرن (فاعلن) دہ ٹُ اوٗ (فاعلن) چی اڑا (فاعلن) نوک تھا (فاعلن)
بخت نے (فاعلن) نوچ ڈا (فاعلن) لے مرے (فاعلن) بالُ پر (فاعلن)

اس وزن کو اکثر مضاعف بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مضاعف سے مراد یہ ہے کہ پورا وزن دوگُنا کر دیا جائے۔

متدارک مثمن سالم مضاعف (یا متدارک سالم سولہ رکنی)

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن (دوبار)

حیثیت کا مجھے اپنی احساس ہے، ہاں فقط ایک کمزور تنکا ہوں میں
پھر بھی کیا جانے کیوں مجھ سے خائف ہیں وہ، دشمنوں کی نظر میں کھٹکتا ہوں میں

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

حیثیت (فاعلن) کا مجھے(فاعلن)اپنِ اح(فاعلن)ساس ہے(فاعلن) ہاں فقط
(فاعلن)ایک کم(فاعلن)زورتن(فاعلن)کاہُ میں(فاعلن)
پھر بھِ کیا(فاعلن) جانِ کیوں(فاعلن) مجھ سِ خا(فاعلن) نَف ہَ وہ(فاعلن)
دشمنوں(فاعلن) کی نظر(فاعلن)میں کھٹک(فاعلن)تاہُ میں(فاعلن)

یہ بحر شکستہ ہے۔

متدارک مثمن محذوذ

فاعلن فاعلن فاعلن فع (دوبار)

نرم بستر پہ بے خواب تھا کل
آج سوتا ہے جو پتھروں پر

نرم بس(فاعلن)ترپَ بے(فاعلن)خواب تھا(فاعلن)کل(فع)
آ ج سو(فاعلن)تاہَ جو(فاعلن)پتھروں(فاعلن)پر(فع)

یہ وزن بھی اکثر مضاعف استعمال کیا جاتا ہے۔

متدارک مثمن محذوذ مضاعف

فاعلن فاعلن فاعلن فع فاعلن فاعلن فاعلن فع (دوبار)

میرا وعدہ ہے تجھ سے یہ ہمدم، آندھیاں آئیں طوفان آئیں
زندگی کی ڈگر میں سَدا میں ، ساتھ تیرا نبھاتا رہوں گا

میرَ وَعُ(فاعلن)دَہَ تجھ(فاعلن)سےیِ ہم(فاعلن)دَم(فع)/آندھیاں(فاعلن)آءِ
طو(فاعلن)فانَ آ(فاعلن)ئیں(فع)/زندگی(فاعلن)کی
ڈگر(فاعلن)میں سدا(فاعلن)میں (فع)/ساتھ تے(فاعلن) را نبھا(فاعلن)تا
رہوں(فاعلن)گا(فع)

سبھی مضاعف اوزان کی طرح یہ وزن بھی شکستہ ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

متدارک مثمن مخبون

فَعِلن فَعِلن فَعِلن فَعِلن (دوبار)

تجھے چاہ کے چاہا کسی کو نہ پھر
تجھے دیکھ کے دیکھا کسی کو نہ پھر

تجھِ چا (فَعِلن) ہَ کِ چا (فَعِلن) ہَ کسی (فَعِلن) کُ نَ پھر (فَعِلن)
تجھِ دے (فَعِلن) کھَ کَ دے (فَعِلن) کَھ کسی (فَعِلن) کُ نَ پھر (فَعِلن)

متدارک مثمن مخبون مسکن

فعْلن فعْلن فعْلن فعْلن (دوبار)

رہ جا تا پر دہ الفت کا پلکوں نے چھلکائے آنسو

رہ جا (فعْلن) تا پر (فعْلن) دَہ ال (فعْلن) فت کا (فعْلن)
پلکوں (فعْلن) نے چھل (فعْلن) کائے (فعْلن) آنسو (فعْلن)

ایک ہی شعر میں کچھ ارکان مخبون اور کچھ مخبون مسکّن لانا جائز ہے۔

یہ وزن بھی اکثر مضاعف استعمال کیا جاتا ہے۔

متدارک مثمن مخبون/مخبون مسکن مضاعف

فعْلن/فَعِلن ایک مصرعہ میں آٹھ بار۔ شعر میں سولہ بار

جب دیس میں کوئی اپنا تھا ، پردیس میں کب جی لگتا تھا
اب کس کے لیے گھر یاد آئے اور دیس کو جاؤں کس کے لیے؟

جب دے (فعْلن) سَ مِ کو (فَعِلن) ای اَپ (فعْلن) نا تھا (فعْلن) پر دے (فعْلن)
سَ مِ کب (فَعِلن) جی لگ (فعْلن) تا تھا (فعْلن)
اب کس (فعْلن) کِ لیے (فَعِلن) گھر یا (فعْلن) دائے (فعْلن) اُر دے (فعْلن) سَ
کُ جا (فَعِلن) اوں کس (فعْلن) کِ لیے (فَعِلن)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

یہ بحر بھی شکستہ ہے۔

متدارک مثمن مخبون مسکّن محذود

فعْلن فعْلن فعْلن فع (دوبار)

مجھ میں بس تو ہی تو ہے
میں تیرا آئینہ ہوں

مجھ میں (فعْلن) بس تو (فعْلن) ہی تو (فعْلن) ہے (فع)
میں تے (فعْلن) را آ (فعْلن) اِینہ (فعْلن) ہوں (فع)

یہ وزن بھی مضاعف استعمال ہوتا ہے۔

متدارک مثمن مخبون مسکّن محذوذ مضاعف

فعْلن فعْلن فع فعْلن فعْلن فعْلن فع (دوبار)

تجھ بن گھر کا ہر گوشہ سونا سونا لگتا ہے
اپنا گھر بھی اب مجھ کو، بیگانہ سا لگتا ہے

تجھ بن (فعْلن) گھر کا (فعْلن) ہر گو (فعْلن) شہ (فع) سونا ((فعْلن) سونا (فعْلن)
لگتا (فعْلن) ہے (فع) / اپنا (فعْلن) گھر بھی (فعْلن) اَب مجھ (فعْلن) کو (فع) بے
گا (فعْلن) نہ سا (فعْلن) لگتا (فعْلن) ہے (فع)

یہ وزن بھی شکستہ ہے۔

متدارک مسدّس سالم

فاعلن فاعلن فاعلن (دوبار)

ہم بھٹکتے رہے کو بہ کو
اس کو پانے کی تھی آرزو

ہم بھٹک (فاعلن) تے رہے (فاعلن) کو بکو (فاعلن)
اس کُپا (فاعلن) نے کِ تھی (فاعلن) آرزو (فاعلن)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بحرِ مضارع

مضارع مثمن اخرب مکفوف مکفوف مخنق سالم الآخر

مفعولُ فاع لاتن مفعولُ فاع لاتن (دوبار)

وہ چند ساعتیں ہی حاصل ہیں زندگی کا
وہ چند ساعتیں جو گزری تھیں ساتھ تیرے

وہ چند (مفعولُ) ساعتیں ہی (فاع لاتن) حاصلہٗ (مفعولُ) زندگی کا (فاع لاتن)
وہ چند (مفعولُ) ساعتیں جو (فاع لاتن) گزری تھِے (مفعولُ) ساتھ تیرے (فاع لاتن)

عروض میں سالم رکن کی جگہ مسبّغ رکن (فاع لیّان) بھی لایا جاسکتا ہے۔
یہ بحر بھی شکستہ ہے اور اس میں وقفہ آتا ہے۔

مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف/مقصور

مفعولُ فاع لاتُ مفاعیلُ فاع لن/ فاع لان (دوبار)

محذوف کی مثال ؎

دیوالی اب کے آئی کئی بار سال میں
لیکن دھواں زیادہ تھا کچھ روشنی بھی تھی

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

دیوالِ (مفعولُ) اب کِ آءِ (فاع لاتُ) کئی بار (مفاعیلُ) سال میں (فاع لن)
لیکن دُھ (مفعولُ) واں زیادَ (فاع لاتُ) تَھ کچھ روش (مفاعیلُ) نی بھ تھی (فاع لن)
مقصور کی مثال۔

وہ میرے بھائی ہیں میں انھیں کیسے چھوڑ دوں
اہلِ وطن جَلا دیں مرا گھر خوشی کے ساتھ

وہ میرِ (مفعولُ) بھاءِ ہیں مَ (فاع لاتُ) انھیں کیسِ (مفاعیلُ) چھوڑ دوں (فاع لن)
اَہلے وَ (مفعولُ) طن جلادِ (فاع لاتُ) مرا گھر خُ (مفاعیلُ) شی کِ ساتھ (فاع لان)

عروض میں محذوف کے بجائے مقصور اور مقصور کے بجائے محذوف (جیسا کہ مقصور کی مثال میں پیش کیے گئے شعر میں ہے) لانا جائز ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بحرِ مجتث

مجتث مثمن مخبون محذوف/مقصور/محذوف مسکّن/مقصور مسکّن

مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فَعِلن/فَعِلان/فعْلن/فعْلان (دوبار)

محذوف کی مثال ۔

روایتیں بھی ضروری ہیں جدّتوں کے لیے
زمیں پہ پیر جمے ہوں تو آسماں ہیں بہت

روایتیں (مفاعلن) بھِ ضروری (فَعِلاتن) ہَ جدّتوں (مفاعلن) کِ لیے (فَعِلن)
زمیں پَ پے (مفاعلن) رجمے ہوں (فعِلاتن) تُ آسماں (مفاعلن) ہَ بہت (فعِلن)

مقصور کی مثال ۔

جھلستے تپتے ہوئے زندگی کے صحرا میں
تمھاری یاد کی ٹھنڈی ہوائیں ہیں مرے ساتھ

جھلستِ تپ (مفاعلن) تِ ہوئے زِن (فَعِلاتن) دَ گی کِ صح (مفاعلن) را میں (فعْلن)
تمھارِ یا (مفاعلن) دَ کی ٹھنڈی (فَعِلاتن) ہواءِ ہیں (مفاعلن) مِر ساتھ (فَعِلان)

محذوف مسکّن کی مثال ۔

جو مجھ کو لوٹ کے جاتا ہے بھائی ہے میرا
وہ کوئی غیر نہیں ہے وہ میرا اپنا ہے

جُ مجھ کُ لو (مفاعلن) ٹَ کِ جاتا (فَعِلاتن) ہَ بھاءِ ہے (مفاعلن) میرا (فعْلن)
وُ کوءِ نہے (مفاعلن) رَ نہیں ہے (فَعِلاتن) وُ میرَ اَپ (مفاعلن) نا ہے (فعْلن)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بحرِ منسرح

منسرح مثمن مطوی منحور/مجدوع موقوف

مفتعلن فاعلاتُ مفتَعِلن فع/فاع (دوبار)

منحور کی مثال ۔

جھو میں ہیں کالی گھٹائیں ، چمکے ہے بجلی
گائیں چلو مل کے گیت ، آج خوشی کے

جھومِ ہَ کا (مفتَعِلن) لی گھٹاءِ (فاعلاتُ) چمکِ ہَ بجَ (مفتَعِلن) لی (فع)
گاءِ چلو (مفتَعِلن) مل کِ گیت (فاعلاتُ) آج خوشی (مفتَعِلن) کے (فع)

مجدوٗع موقوف کی مثال ۔

گائیں گے خوشیوں کے گیت ملک ہے آزاد
خوب مچائیں گے دھوم ، کس کا ہمیں خوف

گاءِ گِ خوش (مفتَعِلن) یوں کِ گیت (فاعلاتُ) ملک ہَ آ (مفتَعِلن) زاد (فاع)
خوب مچا (مفتَعِلن) ایں گِ دھوم (فاعلاتُ) کس کَ ہمیں (مفتَعِلن) خوف (فاع)

عروض میں منحور کی جگہ مجدوع موقوف اور مجدوع موقوف کی جگہ منحور لانا درست ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بحرِ مقتضب

مقتضب مثمن مخبون مرفوع، مخبون مرفوع مسکّن

فعولُ فعْلن فعولُ فعْلن (دوبار)

جلا رہے ہیں جو میرے گھر کو
وہ میرے بھائی ہیں جانتا ہوں

جلا رَ (فعولُ) ہے ہیں (فعْلن) جُ میرِ (فعولُ) گھر کو (فعْلن)
وُ میرِ (فعولُ) بھائی (فعْلن) ہِ جانَ (فعولُ) تا ہوں (فعْلن)

مقتضب مسدس مخبون مرفوع، مخبون مرفوع مسکّن مضاعف

فعولُ فعْلن فعولُ فعْلن فعولُ فعْلن (دوبار)

ہماری حالت کوئی تو جا کر انھیں بتائے
گئے وہ جب سے نہ صبح آئی نہ شام آئی

ہمارِ (فعولُ) حالت (فعْلن) کُئی تُ (فعولُ) جا کر (فعْلن) انھیں بَ (فعولُ) تائے (فعْلن)
گئے وُ (فعولُ) جب سے (فعْلن) نَ صبح (فعولُ) آئی (فعْلن) نَ شام (فعولُ) آئی (فعْلن)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

مقتضب مثمن مخبون مرفوع، مخبون مرفوع مسکّن مضاعف

فعولُ فعْلن فعولُ فعْلن فعولُ فعْلن فعولُ فعْلن (دوبار)

یہ میں نے مانا نہیں کوئی خوب رو جہاں میں تمھارے جیسا
ذرا بتاؤ تو میرے جیسا بھی کوئی عاشق ہے اس جہاں میں

یِ میں نِ (فعولُ) مانا (فعْلن) نہیں کُ (فعولُ) ئی خو (فعْلن) بَ روجَ (فعولُ) ہاں میں (فعْلن) تمھارِ (فعولُ) جیسا (فعْلن)
ذرا بَ (فعولُ) تاؤ (فعْلن) تُ میر (فعولُ) جیسا (فعْلن) بھِ کوءِ (فعولُ) عاشق (فعْلن) وِاس جَ (فعولُ) ہاں میں (فعْلن)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بحرِ سَریع

سریع مسدّس مطوی موقوف/مکسوف

مفتَعِلن مفتَعِلن فاعلان/ فاعلن (دوبار)

جب سے ہُوا تجھ سے مجھے یار عشق
نیند ہے آنکھوں میں نہ اب چین ہے

جب سِ ہوا (مفتَعِلن) تجھ سِ مجھے (مفتَعِلن) یار عشق (فاعلان)
نیندہ آں (مفتَعِلن) کھوں مِ نَ اَب (مفتَعِلن) چین ہے (فاعلن)

عروض مطوی موقوف اور ضرب مطوی مکسوف ہے اور ان کا اجتماع جائز ہے۔

سریع مسدّس مطوی منحور/مجدوع موقوف

مفتَعِلن مفتَعِلن فع/ فاع (دوبار)

منحور کی مثال:

تو مجھے چاہے کہ نہ چاہے
میں نے تجھے پیار کیا ہے

تو مجھِ چا (مفتَعِلن) ہے کِ نَ چا (مفتَعِلن) ہے (فع)
میں نِ تجھے (مفتَعِلن) پیار کیا (مفتِعِلن) ہے (فع)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

مجدوع موقوف کی مثال:

جھوم اٹھیں گے در و دیوار
آئے گا محبوب مرا آج

جھوم اٹھیں (مفتَعِلن) گے دَر دی (مفتَعِلن) وار (فاع)
آ ءِ گَ مح (مفتَعِلن) بوب مرا (مفتَعِلن) آج (فاع)

عروض میں منحور کے بجائے مجدوع موقوف اور مجدوع موقوف کی جگہ منحور لانا درست ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بحرِ خفیف

خفیف مسدّس مخبون محذوف/مقصور/محذوف مسکّن/مقصور مسکّن

فاعلاتن/فَعِلاتن مفاع لن فَعِلن/فَعِلان/فعْلن/فعْلان (دوبار)

محذوف کی مثال ؎

وہ جو مانگے تو جان بھی دے دوں
جی رہا ہوں اسی خوشی کے لیے

وہ جُ مانگے (فاعلاتن) تُ جان بھی (مفاع لن) دے دوں (فعْلن)
جی رہا ہوں (فاعلاتن) اسی خوشی (مفاع لن) کِ لیے (فَعِلن)

عروض محذوف مسکن اور ضرب محذوف ہے۔

مقصور کی مثال ؎

یوں درخشاں تھے انکھڑیوں میں اشک
جھلملاتی ہو جوں دیوں کی قطار

یوں درخشاں (فاعلاتن) تھِ انکھڑیوں (مفاع لن) میں اشک (فعْلان)
جھلملاتی (فاعلاتن) ہُ جوں دیوں (مفاع لن) کِ قطار (فَعِلان)

عروض مقصور مسکن اور ضرب مقصور ہے۔

عروض وضرب میں محذوف، محذوف مسکن، مقصور اور مقصور مسکن چاروں کا اجتماع جائز ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اَوزانِ رُباعی

رُباعی کا وجود قدیم عربی شاعری میں نہیں ہے۔ یہ اہلِ ایران کی ایجاد ہے۔ رُباعی کے پہلے دوسرے اور چوتھے مصرعے لازمی طور پر ہم قافیہ اور اکثر مردّف ہوتے ہیں۔ تیسرا مصرع اس پابندی سے آزاد ہے۔ لیکن یہ بھی پہلے دوسرے اور چوتھے مصرع کے ہم قافیہ ہوسکتا ہے۔ اردو اور فارسی میں دونوں قسم کی رباعیاں ملتی ہیں یعنی ایسی رباعیاں بھی جن کا تیسرا مصرع پہلے دوسرے اور چوتھے مصرع سے ہم قافیہ ہے اور ایسی بھی جہاں تیسرا مصرع پہلے دوسرے اور چوتھے مصرع سے ہم قافیہ نہیں۔ لیکن یہ رباعی کی صرف ظاہری ہیئت ہے، یعنی معنوی طور پر مربوط ایسی ہر شعری تخلیق کو جو چار مصرعوں پر مشتمل ہو اور جس کا پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ ہو، رباعی نہیں کہا جاسکتا۔ مثلاً یہ چار مصرعے ؎

تو نے کیسی نگاہ ڈالی ہے !
ساری دنیا ہی کچھ نرالی ہے
تیری مخمور انکھڑیوں کی قسم
میں نے بس کائنات پالی ہے

رباعی کے دائرے میں نہیں آئیں گے، کیوں کہ رباعی کی اس ظاہری ہیئت کے ساتھ ساتھ اس کی ایک مخصوص باطنی ہیئت بھی ہے اور وہ ہے اس کا وزن۔ رباعی کے لیے مخصوص اوزان و بحر کی پابندی ایک لازمی شرط ہے۔ بحرِ ہزج کے تحت اس طرف اشارہ کیا گیا تھا کہ اوزانِ رباعی کا استخراج ہزج سے کیا جاتا ہے۔ آیئے اب ذرا تفصیل سے اس سلسلے میں گفتگو کریں۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

روایتی عروض کی رو سے رباعی کے چوبیس اوزان مقرر ہیں۔ یہ چوبیس اوزان بحرِ ہزج سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ان تمام اوزان میں پہلا رکن اخرب، دوسرا رکن مکفوف یا مقبوض، تیسرا رکن مکفوف اور چوتھا رکن مجبوب یا اہتم ہوتا ہے۔یعنی روایتی عروض کی رو سے رباعی کے مندرجہ ذیل دو بنیادی اوزان ہیں:

(۱) مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعَل/فعول

(۲) مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فعَل/فعول

ان دو بنیادی اوزان (یا عروض وضرب کو الگ الگ شمار کریں تو چار بنیادی اوزان) پر عملِ تخنیق سے کل چوبیس شکلیں برآمد ہوتی ہیں۔ملاحظہ فرمایئے یہ عمل:

اول پہلے بنیادی وزن سے حاصل ہونے والی سولہ شکلیں:

(۱) مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فَعَلْ

اخرب مکفوف مکفوف مجبوب

(۲) مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلن فع

اخرب مکفوف مکفوف مجبوب مخنق

(۳) مفعولُ مفاعیلن مفعولُ فَعَلْ

اخرب مکفوف مکفوف مخنق مجبوب

(۴) مفعولن مفعولُ مفاعیلُ فَعَلْ

اخرب مکفوف مخنق مکفوف مجبوب

(۵) مفعولُ مفاعیلن مفعولن فع

اخرب مکفوف مکفوف مخنق مجبوب مخنق

(۶) مفعولن مفعولُ مفاعیلن فع

اخرب مکفوف مخنق مکفوف مجبوب مخنق

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

(۷) مفعولن مفعولن مفعولُ فَعَلْ
اخرب مکفوف مخنق مکفوف مخنق مجبوب
(۸) مفعولن مفعولن مفعولن فع
اخرب مکفوف مخنق مکفوف مخنق مجبوب مخنق

اوراسی طرح:

(۹) مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولُ
اخرب مکفوف مکفوف اہتم
(۱۰) مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلن فاع
اخرب مکفوف مکفوف اہتم مخنق
(۱۱) مفعولُ مفاعیلن مفعولُ فعولُ
اخرب مکفوف مکفوف مخنق اہتم
(۱۲) مفعولن مفعولُ مفاعیلُ فعولُ
اخرب مکفوف مخنق مکفوف اہتم
(۱۳) مفعولُ مفاعیلن مفعولن فاع
اخرب مکفوف مکفوف مخنق اہتم مخنق
(۱۴) مفعولن مفعولُ مفاعیلن فاع
اخرب مکفوف مخنق مکفوف اہتم مخنق
(۱۵) مفعولن مفعولن مفعولُ فعولُ
اخرب مکفوف مخنق مکفوف مخنق اہتم
(۱۶) مفعولن مفعولن مفعولن فاع
اخرب مکفوف مخنق مکفوف مخنق اہتم مخنق

اوراب دوسرے بنیادی وزن سے حاصل ہونے والی آٹھ شکلیں:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

(۱)	مفعولُ	مفاعلن	مفاعیلُ	فَعَلْ
	اخرب	مقبوض	مکفوف	مجبوب
(۲)	مفعولُ	مفاعلن	مفاعیلن	فع
	اخرب	مقبوض	مکفوف	مجبوب مخنق
(۳)	مفعولن	فاعلن	مفاعیلُ	فَعَلْ
	اخرب	مقبوض مخنق	مکفوف	مجبوب
(۴)	مفعولن	فاعلن	مفاعیلن	فع
	اخرب	مقبوض مخنق	مکفوف	مجبوب مخنق

اوراسی طرح:

(۵)	مفعولُ	مفاعلن	مفاعیلُ	فعولْ
	اخرب	مقبوض	مکفوف	اہتم
(۶)	مفعولُ	مفاعلن	مفاعیلن	فاع
	اخرب	مقبوض	مکفوف	اہتم مخنق
(۷)	مفعولن	فاعلن	مفاعیلُ	فعول
	اخرب	مقبوض مخنق	مکفوف	اہتم
(۸)	مفعولن	فاعلن	مفاعیلن	فاع
	اخرب	مقبوض مخنق	مکفوف	اہتم مخنق

یہی چوبیس اوزان رباعی کے مخصوص روایتی اوزان ہیں۔

بعض قدیم وجدید عروضیوں نے غلطی سے مفعولن کو اخرم، فاعلن کو اشتر، فع کو ابتر اور فاع کو ازل قرار دیا ہے۔ یہ ارکان اوزانِ رباعی میں ہرگز اخرم، اشتر، ابتر یا ازل نہیں ہیں بلکہ عملِ تخنیق سے حاصل کیے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں مفصّل بحث کی گنجائش ہے اور یہ

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بات ثابت کی جاسکتی ہے کہ محوّلہ بالا زحافات سے رباعی میں کام نہیں لیا جاتا، لیکن یہاں اس تفصیل سے گریز کیا جاتا ہے۔

اوراب دور باعیات بطور نمونہ:

(۱) اللہ کو بھی محبوب ہے جس شخص کی ذات
کیا کوئی کرے بھلا بیاں اس کی صفات
جس کی نہیں کوئی بھی زمانے میں نظیر
ہے ایسی بے مثل محمدؐ کی حیات

ال لہ کُ (مفعولُ) بھِ محبوب (مفاعیلُ) ہَ جس شخص (مفاعیلُ) کِ ذات (فعولُ)
کیا کوءِ (مفعولُ) کرے بھلا (مفاعلن) بیاں اس کِ (مفاعیلُ) صفات (فعولُ)
جس کی نَ (مفعولُ) ہِ کوئی بھِ (مفاعیلُ) زمانے م (مفاعیلُ) نظیر (فعولُ)
ہے ایسی (مفعولن) بے مثل (مفعولُ) محمّد کِ (مفاعیلُ) حیات (فعولُ)

(۲) آنکھیں ہیں کہ بہکے ہوئے مے خانے ہیں
لب ہیں کہ چھلکتے ہوئے پیمانے ہیں
زلفیں ہیں کہ جوں کالی گھٹائیں چھائیں!
ہم ہیں کہ ترے حُسن کے دیوانے ہیں

آنکھیں ہَ (مفعولُ) کِ بہکے ہُ (مفاعیلُ) ءِ مے خانے (مفاعیلن) ہیں (فع)
لب ہیں کِ (مفعولُ) چھلکتے ہُ (مفاعیلُ) ءِ پیمانے (مفاعیلن) ہیں (فع)
زلفیں ہَ (مفعولُ) کِ جوں کالِ (مفاعیلُ) گھٹائیں چھا (مفاعیلن) ئیں (فع)
ہم ہیں کِ (مفعولُ) ترے حسن (مفاعیلُ) کِ دیوانے (مفاعیلن) ہیں (فع)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

تقطیع

(چند بنیادی باتیں)

کتاب کے آغاز میں عرض کیا جا چکا ہے کہ عروض میں حروف مکتوبی معتبر نہیں، ملفوظی معتبر ہیں، یعنی ہمیں الفاظ کے املا سے نہیں، ان کے تلفظ سے سروکار ہے۔ چنانچہ تقطیع کے دوران تمام تر توجہ تلفظ پر ہی مرکوز رکھی جاتی ہے۔ تقطیع کا طریقہ یہ ہے کہ متحرک کے مقابل متحرک اور ساکن کے مقابل ساکن رکھ کر شعر کا وزن بحر کے وزن کے برابر جانچا جاتا ہے۔ متحرک کے مقابل متحرک سے مراد یہ نہیں ہے کہ مضموم کے مقابل مضموم ہی ہو یا مکسور کے مقابل مکسور ہی ہو بلکہ صرف اتنا کافی ہے کہ متحرک کے مقابل حرف متحرک ہو۔

مختلف بحور و اوزان کے تحت مثالوں میں پیش کیے گئے اشعار کی تقطیع آپ نے ملاحظہ فرمائی، لیکن پھر بھی اس سلسلے میں چند موٹی موٹی باتیں آپ کی سہولت کی خاطر دوہرائی جا رہی ہیں، جن کو ذہن میں رکھ کر آسانی سے تقطیع کی جا سکتی ہے۔

(ا) جن الفاظ کی تحریری صورت (املا) اور ان کے تلفظ میں فرق ہوتا ہے، ایسے الفاظ کو تقطیع کے دوران ہمیشہ تلفظ کے مطابق ہی محسوب کیا جاتا ہے۔ مثلاً:

(الف) خوش، خود اور خواب جیسے الفاظ ہمیشہ خُش، خُد اور خاب کے برابر شمار ہوں گے۔

(ب) بالکل اور بالترتیب جیسے الفاظ ہمیشہ بل کل اور بت ترتیب کے برابر شمارہ ہوں گے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

(۲) ایسے الفاظ جن کا تلفظ ایک سے زیادہ طرح سے رائج ہے، تقطیع کے دوران ان کا کوئی بھی تلفظ وزن کے مطابق شمار کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً:

(الف) آئینہ کا تلفظ آئی نا، آئی نَ، آءِنَ تینوں طرح سے درست ہوگا۔

(ب) کوئی کا تلفظ کوئی، کوءِ، کُئی تینوں طرح درست ہوگا۔

(ج) میرے، تیرے، میرا، تیرا اور مرے، ترے، مرا، ترا دونوں طرح سے درست ہیں۔

(د) طرح کا تلفظ ''رْ'' کے سکون سے اور زبر کے ساتھ دونوں صورتوں میں (یعنی بروزن فاع بھی اور فَعَل بھی) درست ہوگا۔

(ہ) ''اور'' کو اس کے عام تلفظ کے علاوہ ''اُر'' کے برابر شمار کرنا بھی (یعنی فاع کے بجائے فع کے وزن پر) درست ہوگا۔

(۳) نون غنّہ، دوچشمی ھ اور یائے مخلوط تقطیع کے دوران کبھی شمار نہیں کیے جاتے ہیں، کیوں کہ یہ کسی آواز کی نمائندگی نہیں کرتے ہیں، بلکہ جس حرف کے بعد آتے ہیں۔ اس کی آواز کو Modify کرتے ہیں مثلاً:

(الف) چاند، حسیں اور کہوں جیسے الفاظ کا وزن بالترتیب چاد، حسی اور کہو کے برابر شمار کیا جائے گا۔

(ب) پھول، جھولا، بکھرنا، ابھار، ڈھال، ہاتھ جیسے الفاظ کا وزن بالترتیب پول، جولا، بکرنا، ابار، ڈال، ہات کے برابر شمار کیا جائے گا۔ (دراصل بھ پھ تھ ٹھ جھ چھ دھ ڈھ ڑھ کھ گھ وغیرہ تلفظ کے اعتبار سے دو آوازوں کا مجموعہ نہیں جیسا کہ تحریر سے لگتا ہے، بلکہ ایک ہی آواز کی نمائندگی کرتے ہیں)۔

(ج) پیار، کیوں، کیا (استفہامیہ) جیسے الفاظ کو بالترتیب پار، کو اور کا کے برابر شمار کیا جائے گا۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

(۴)ایسے الفاظ میں جن کے شروع میں مصمّتی خوشہ(Consonant Crystal)ہوتا ہے(اردو میں رائج ایسے الفاظ جن کے شروع میں مصمّتی خوشہ پایا جاتا ہے،سنسکرت کے تَت سَم الفاظ ہیں یا پھر یوروپی زبانوں کے دخیل الفاظ)اس خوشے کوایک حرف کے برابر ہی شمار کیا جاتا ہے۔مثلاً:

(الف) کرشن، پریم، پریت جیسے الفاظ کا وزن بالترتیب کشن (بسکونِ شین)، پیم اور پیت کے برابر شمار کیا جائے گا۔

(ب) پلیٹ، بلیک اور وہائٹ جیسے الفاظ کا وزن بالترتیب پیٹ، بیک اور وائٹ کے برابر شمار ہوگا۔

(۵)ایسے الفاظ میں ، جن کے آخر میں مصمّتی خوشہ(Consonant Crystal)اور اس سے پہلے کوئی لمبا مصوّتہ(Long Vowel)ہو(الفاظ کے آخر میں لمبے مصوّتوں کے بعد آنے والے یہ مصمّتی خوشے''ست''،''شت''،''خت'' اور''فت''فارسی سے آنے والے دخیل الفاظ ہی میں پائے جاتے ہیں)اس مصمّتی خوشے کو ایک حرف کے برابر شمار کیا جائے گا۔مثلاً:

(الف)زیست میں''ست''کو''س''کے برابر شمار کیا جائے گا۔

(ب) کاشت میں''شت''کو''ش''کے برابر شمار کیا جائے گا۔

(ج) یافت میں''فت''کو''ف''کے برابر شمار کیا جائے گا۔

(د) ساخت میں''خت''کو''خ''کے برابر شمار کیا جائے گا۔

(۶)جب دو الفاظ کے درمیان کسرۂ اضافت ہو،تو اسے دو طرح سے پڑھا جاسکتا ہے،یعنی یہ بھی ممکن ہے کہ اس اضافت کو چھوٹا کر کے پڑھیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے طول دے دیں۔مثلاً:

گُلِ تر کو پہلی صورت میں''گُ لِ تر''پڑھ سکتے ہیں اور دوسری صورت میں''گُلے تر''پڑھا جاسکتا ہے۔یہ دونوں درست ہیں۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

(۷) بالکل اسی طرح اگر دو الفاظ کے درمیان واو عطف ہے، تو اسے چھوٹا کر کے بھی پڑھا جا سکتا ہے اور طول دے کر بھی۔ مثلاً

''دل و جاں'' کو پہلی صورت میں ''دلُ جاں'' پڑھ سکتے ہیں اور دوسری صورت میں ''دلوجاں'' پڑھا جا سکتا ہے۔ یہ دونوں درست ہیں۔

(۸) ایسے الفاظ جن کے آخر میں کوئی لمبا مصوّتہ ہے۔ (اگر وہ عربی یا فارسی اصل کے نہیں ہیں) تو اسے حسب ضرورت چھوٹا کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً

(الف) ''ایسا'' کو ''اَیسَ'' کے برابر بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔

(ب) ''کہاں'' کو ''کَہَ'' کے برابر بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔

(ج) ''چلی'' کو ''چَلِ'' کے برابر بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔

(د) ''نہیں'' کو ''نَہِ'' کے برابر بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔

(ہ) ''میرے'' کو ''مے رِ'' کے برابر بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔

(و) ''میں'' کو ''مِ'' کے برابر بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔

(ز) ''کہو'' کو ''کَہُ'' کے برابر بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔

(ح) ''سہوں'' کو ''سَہُ'' کے برابر بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔

اگر چہ عربی فارسی اصل کی یہ پابندی بے جا ہے اور بڑے بڑے شاعروں نے بھی اس کی خلاف ورزی کی ہے۔

(۹) ایسے الفاظ جن کے آخر میں ہائے مختفی صرف حرف ماقبل کی حرکت کو ظاہر کرنے کے لیے آتی ہے، اس (ہائے مختفی) کا شمار نہ کرنا بہتر ہے، اگر چہ شعراء نے اسے کبھی کبھی شمار بھی کیا ہے۔ مثلاً

کہ، نہ، یہ، وہ، پہ وغیرہ کو بالترتیب کِ، نَ، یِ، پَ کے وزن پر باندھنا بہتر ہے، لیکن ایک سببِ خفیف کے برابر باندھنا بھی درست ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

(۱۰)الف سے شروع ہونے والے الفاظ کا ''الف'' کبھی کبھی اپنے ماقبل لفظ کے آخری ساکن کے ساتھ ضم ہوکر اسے متحرک کر دیتا ہے۔مثلاً

(الف) ''کب آؤ گے'' کو ''کباؤ گے'' بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

(ب) ''تم اے لوگو'' کو ''تُ مے لوگو'' بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اگر چہ الف کی طرح ''ع'' اور ''ہ'' کا وصل بھی ممکن ہے اور شعرا کے یہاں اس کی مثالیں بھی موجود ہیں، لیکن ہمارے روایتی عروض کی رو سے یہ درست نہیں اور ایسے اشعار کو جن میں ''ع'' یا ''ہ'' کا وصل حرف ماقبل کے ساتھ ہو جاتا ہے، ناموزوں قرار دیا جاتا ہے۔

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

حقیقی، غیر حقیقی اور غلط تقطیع

تقطیع کی جو مثالیں آپ نے مختلف بحور و اوزان کے ضمن میں پیش کیے گئے اشعار کی تقطیع کے دوران دیکھیں، یہ صحیح بحور و اوزان کے مطابق ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اشعار کی تقطیع ایسے ارکان سے کی جائے، جو درست نہ ہوں۔ پہلی صورت کو حقیقی اور دوسری صورت کو غیر حقیقی تقطیع کہتے ہیں۔مثال کے لیے اس شعر کو ملاحظہ فرمائیے:

وہ میرے بھائی ہیں میں انھیں کیسے چھوڑ دوں
اہلِ وطن جلادیں مرا گھر خوشی کے ساتھ

اس شعر کی تقطیع کتاب کے صفحہ ۶۴ پر اس طرح کی گئی ہے:

وہ میرِ (مفعولُ) بھاءِ ہیں مَ (فاعلاتُ) انھیں کیسِ (مفاعیلُ) چھوڑ دوں (فاع لن)
اہلے وَ (مفعولُ) طن جلادِ (فاع لاتُ) مرا گھرخُ (مفاعیلُ) شی کِ ساتھ (فاع لان)

اسی شعر کی تقطیع مندرجہ ذیل ارکان کے ساتھ بھی کی جا سکتی تھی:

وہ مے (فعْلن) رِ بھاءِ ہیں (مفاعلن) مَ انھیں کے (فَعِلاتن) سِ چھوڑ دوں (مفاعلن)

اہلے (فعْلن) وطن جلا (مفاعلن) دِمرا گھر (فَعِلاتن) خوشی کِ ساتھ (مفاعلان)

لیکن یہ دوسری صورت کسی مقررہ بحر کے تحت نہیں آتی، یعنی یہ ارکان کسی بھی بحر سے استخراج نہیں کیے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ پہلی صورت کو حقیقی تقطیع کہیں گے اور (اس) دوسری صورت کو غیر حقیقی تقطیع کہا جائے گا، کیوں کہ یہ وزن حقیقی (عروض کے مقررہ اوزان و بحور کے مطابق) نہیں ہے۔

اوراب غلط تقطیع کی ایک مثال:

صبر نے چاہی دل سے رخصت!
تاب نے ڈھونڈی اک دم فرصت

اس کی تقطیع ''شہکارِ عروض و بلاغت'' میں صفحہ ۱۰۲ پر اس طرح کی گئی ہے:

فعلن	فعلن	فعلن	فعْلن
رخصت	دل سے	چاہی	صبر نے
فرصت	اک دم	ڈوڈی	تاب نے

آپ نے دیکھا ''صبر نے چای'' اور اسی طرح ''تاب نے ڈھونڈی'' کو فعْلن فعْلن کے مقابل رکھا گیا ہے جب کہ بالکل واضح طور پر یہ دونوں ٹکڑے فعلُ فعولن کے برابر ہیں:

صبر (فعلُ) نِ چاہی (فعولن) دل سے (فعْلن) رخصت (فعْلن)
تاب (فعلُ) نِ ڈھونڈی (فعولن) اک دم (فعْلن) فرصت (فعْلن)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

باب دوم

علمِ قافیہ

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ترتیب

قافیہ	۸۵
وہ حروف جن سے قافیہ تشکیل پاتا ہے	۸۶
وہ چار حرفِ قافیہ جو روی سے پہلے آتے ہیں	۸۷
ردف، قید، تاسیس	۸۷
دخیل	۸۸
وہ چار حرف جو روی کے بعد آتے ہیں اور زائد ہوتے ہیں	۸۸
وصل، خروج، مزید، نائرہ	۸۸
حروفِ قافیہ کی حرکات	۸۹
توجیہ، مجریٰ، رس، اشباع، حذو	۸۹
نفاذ	۹۰
عیوبِ قافیہ	۹۰
اقواء	۹۰
اکفا اور اجازہ	۹۰
تحریفِ روی	۹۰
سناد	۹۰
ایطا	۹۰
ایطائے خفی اور ایطائے جلی	۹۱
معمول	۹۱
غلو	۹۱
تضمین	۹۲
تغئیر	۹۲
ردیف	۹۲

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

قافیہ

قافیہ ان چند معیّن حروف کا نام ہے جو غزل و قصیدہ کے مطلع اور ابیاتِ مثنوی کے دونوں مصرعوں اور غزل اور قصیدے کے دیگر اشعار اور اشعارِ قطعہ کے دوسرے مصرعے کے آخر میں الفاظِ مختلفہ میں بار بار دہرائے جاتے ہیں اور مستقل نہیں ہوتے۔ اگرچہ آج کل عموماً قافیے سے مراد وہ پورا لفظ ہوتا ہے جو مصرعے کے آخر میں (اگر شعر غیر مردّف ہے) یا ردیف سے پہلے آتا ہے۔ مثلاً ؎

میرے آگے زیست کا لمبا سفر ہے
کوئی ہمراہی نہ کوئی راہ بر ہے

اس شعر میں 'ہے' ردیف ہے اور اس سے پہلے کے الفاظ یعنی 'سفر' اور 'راہ بر' قوافی ہیں۔ اسی طرح ان اشعار میں ؎

کیسے کیسے ہوئے لوگ زیر و زبر
آندھیاں وہ چلیں لُٹ گئے گھر کے گھر
میں پرندہ تو اونچی اُڑانوں کا تھا
بخت نے نوچ ڈالے مِرے بال و پر

چوں کہ ردیف نہیں ہے، چناں چہ مطلع کے دونوں مصرعوں کے آخری الفاظ یعنی 'زبر' اور 'گھر' اور دوسرے شعر کے مصرعِ ثانی کا آخری لفظ یعنی 'پر' قوافی ہیں۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

وہ حروف جن سے قافیہ تشکیل پاتا ہے:

قافیے کا اطلاق یوں تو نو حروف پر ہوتا ہے، لیکن اس کی اصل حرفِ روی ہے، جس پر قافیے کی بنیاد ہوتی ہے۔ باقی حروف کے لانے نہ لانے کا شاعر کو اختیار ہے۔ البتّہ روی کے بغیر قافیہ نہیں ہوسکتا، جیسے اشعارِ بالا میں 'ز' حرفِ روی ہے۔

قافیے کے دیگر آٹھ حروف ردف، قید، تاسیس، دخیل، وصل، خروج، مزید اور نائرہ ہیں۔ آیئے مختصر طور پر ان کے بارے میں گفتگو کرلیں۔

روی: لفظ کا وہ آخری حرف جو مصرعے کے آخر میں واقع ہو اور مکرر آئے۔ اسی پر قافیے کی بنیاد ہوتی ہے۔ عام طور پر یہ حرف اصلی ہوتا ہے جیسے مندرجہ بالا اشعار میں۔ کبھی کبھی حرفِ زائد کو بھی اصلی کے حکم میں لے لیتے ہیں۔ مثلاً:

محنت زدہ و ستم رسیدہ　　از دفترِ دوستاں جریدہ

رسیدہ میں ہا زائد ہے اور جریدہ میں اصلی۔

روی کی دو قسمیں ہیں: (۱) روی مقیّد اور (۲) روی مطلق۔

روی مقیّد: اگر حرفِ روی کے بعد کوئی اور حرف ملحق نہ ہو تو ایسی صورت میں یہ ساکن ہوگا، اس صورت میں اسے روی مقیّد کہتے ہیں۔ مثلاً ؎

ہم بھٹکتے رہے کو بہ کو　　اس کو پانے کی تھی آرزو

نے گلِ نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز　　میں ہوں اپنی شکست کی آواز

پہلے شعر میں 'و' اور دوسرے میں 'ز' روی مقیّد ہے۔

روی مطلق: اگر حرفِ روی کے بعد کوئی اور حرف آجائے اور وہ متحرک ہوجائے، تو اسے روی مطلق کہتے ہیں۔ مثلاً ؎

نے بلبلِ چمن نہ گلِ نو دمیدہ ہوں
میں موسمِ بہار میں شاخِ بریدہ ہوں

اس شعر میں 'د' روی مطلق ہے جو ہائے وصل کے سبب متحرک ہوگیا ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

وہ چار حروفِ قافیہ جو حرفِ روی سے پہلے آتے ہیں:

(۱) ردف: وہ حرفِ ساکن جو حروفِ مدّہ میں سے ہو اور حرفِ روی سے پہلے آئے ردف کہلاتا ہے۔ حرفِ مدّہ ان حروفِ علّت کو کہتے ہیں، جن سے پہلے آنے والی حرکت ان کے مطابق ہو، یعنی الف جس سے پہلے زبر، واو جس سے پہلے پیش اور یاے تحتانی جس سے پہلے زیر ہو۔ (اور اگر یاے تحتانی اور واو کے ماقبل فتحہ ہو تو ردف نہیں جیسے غیَر اور دیَر یا غوَر اور دوَر میں)۔ اس کی دو صورتیں ہیں: ردف مطلق اور ردف زائد۔

ردفِ مطلق: وہ حرفِ ساکن جو حروفِ مدّہ میں سے ہو اور روی سے قبل بلا فاصلہ واقع ہو، ردف مطلق کہلاتا ہے۔ مثلاً نور اور طور میں 'و' اور آن اور بان میں 'ا' اور میت اور گیت میں 'ی' ردفِ مطلق ہیں کہ حرفِ روی سے بلا فاصلہ واقع ہوئے ہیں۔

ردفِ زائد: وہ حرفِ ساکن جو حرف مدّہ یعنی ردفِ مطلق اور روی کے درمیان آئے۔ جو ردف ایسا ہو کہ اس کے اور روی کے درمیان ایک حرفِ ساکن زائد آجائے تو اس ردف کو ردفِ اصلی اور اس حرفِ ساکن زائد کو ردفِ زائد کہتے ہیں۔ ردفِ زائد کے چھے حرف ہیں جو فارسی الفاظ میں آتے ہیں۔ یہ حرف ہیں: (۱) خ، (۲) ر، (۳) س، (۴) ش، (۵) ن اور (۶) ف۔ جیسے دوست اور پوست میں 'س' یا کاشت اور چاشت میں 'ش' یا چاند اور ماند میں 'ن'۔ انھیں یاد رکھنے کی صورت یہ ہے کہ یہ تمام حروف ایک ترکیب ''شرفِ سخن'' میں شامل ہیں۔

(۲) قید: سوائے ردف کے یعنی سوائے حرف مدّہ کے جو ساکن حرفِ روی سے قبل بلا فاصلہ آئے اسے قید کہتے ہیں۔ مثلاً ابر اور صبر میں 'ب' تخت اور سخت میں 'خ' بزم اور رزم میں 'ز' سرد اور زرد میں 'ر' اور طوَر اور جوَر میں 'و'۔ عام طور پر حروفِ مخصوصۂ فارسی (یعنی پ، چ اور گ وغیرہ) اور اسی طرح حروفِ مخصوصۂ ہندی (یعنی ٹ، ڈ اور ڑ وغیرہ) حرفِ قید کے بطور استعمال نہیں ہوتے۔

(۳) حرفِ تاسیس: وہ الف ساکن جو روی سے قبل ہو اور اس کے اور روی کے

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

درمیان ایک حرفِ متحرک ہو، جیسے شامل اور کامل اور اسی طرح تساہل اور تغافل کا 'الف' حرفِ تاسیس ہے۔

(۴) دخیل: وہ حرفِ متحرک جو روی اور تاسیس کے درمیان آتا ہے۔ جیسے شامل اور کامل میں 'م' حرفِ دخیل ہے۔

تاسیس اور دخیل کی پابندی قافیے میں ضروری نہیں۔ چناں چہ شامل اور کامل کا قافیہ دل اور منزل بھی لایا جا سکتا ہے، یعنی بغیر الف تاسیس کے۔ اسی طرح یہ بھی لازم نہیں کہ تاسیس کے ساتھ حرفِ دخیل کی پابندی کی جائے، چناں چہ شامل اور کامل کے ساتھ عاقل بھی آ سکتا ہے۔ البتّہ اگر تاسیس اور دخیل کی پابندی کی جائے تو یہ مستحسن ہے۔ (مولف ذاتی طور پر اسے لازم سمجھتا ہے)۔

وہ چار حروفِ قافیہ جو روی کے بعد آتے ہیں اور زائد ہوتے ہیں:

(۱) وصل: روی کے بعد بلا فاصلہ آنے والا حرف وصل کہلاتا ہے۔ اگر یہ تنہا آتا ہے اور اس کے بعد کوئی اور حرف زائد نہیں ہوتا تو روی کو متحرک کر دیتا ہے اور خود ساکن ہو جاتا ہے، لیکن یہ لازم نہیں۔ روی اور وصل (یا دیگر حروفِ زائد) میں یہ فرق ہے کہ روی کو دور کرنے سے کلمہ بے معنی ہو جاتا ہے، جب کہ وصل (یا دیگر حروفِ زائد) کو دور کرنے کے بعد بھی کلمہ با معنی رہتا ہے۔ مثلاً رسیدہ اور بریدہ میں 'د' روی اور 'ہ' وصل ہے اور اسی طرح بیقراری اور گرفتاری میں 'ر' روی اور 'ی' وصل ہے۔

(۲) خروج: وصل کے بعد بلا فاصلہ آنے والا حرف خروج کہلاتا ہے۔ مثلاً سہنا اور کہنا میں 'الف' خروج 'ن' وصل اور 'ہ' روی ہے۔

(۳) مزید: خروج کے بعد بلا فاصلہ آنے والا حرف مزید کہلاتا ہے۔ مثلاً دوریاں اور مجبوریاں میں 'ن' مزید، 'الف' خروج 'ی' وصل اور 'ر' روی ہے۔

(۴) نائرہ: مزید کے بعد بلا فاصلہ آنے والا حرف نائرہ کہلاتا ہے۔ مثلاً سہوں گا

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اور رہوں گا میں 'الف' نائرہ، 'گ' مزید، 'ن' خروج، 'و' وصل اور 'ہ' روی ہے۔

حق یہ ہے کہ روی کے بعد وصل کے علاوہ کوئی اور حرف جزوِ قافیہ نہیں، بلکہ ردیف کا حصہ ہے۔ اگر چہ عام محققین کا اتفاق اسی پر ہے کہ تمام حروفِ زائد قافیے کا حصہ ہیں لیکن محقق طوسی کے نزدیک یہ ردیف میں داخل ہیں۔ مولف ذاتی طور پر محقق طوسی کا ہم خیال ہے۔

حروفِ قافیہ کی حرکات:

قافیے میں چھے حرکات پائی جاتی ہیں۔ یہ ہیں: توجیہ، مجریٰ، رس، اشباع، حذ واور نفاذ۔ آیئے انھیں بھی سمجھ لیں۔

(۱) توجیہ: روی سے ماقبل کی حرکت کو توجیہ کہتے ہیں، بشرطے کہ روی ساکن ہو۔ مثلاً دہن اور ذقن میں 'ن' روی ہے، چناں چہ 'ہ' اور 'ق' کی حرکت یعنی فتحہ توجیہ ہے۔

(۲) مجریٰ: اگر روی کسی حرف کے ساتھ مل کر متحرک ہو جائے تو اس روی متحرک کی حرکت مجریٰ کہلاتی ہے۔ مثلاً رسیدہ اور دمیدہ میں 'د' حرفِ روی متحرک ہے اور اس کی حرکت یعنی فتحہ مجریٰ ہے۔ اسی طرح کہو اور سہو میں 'ہ' روی متحرک ہے چناں چہ اس کی حرکت یعنی ضمہ مجریٰ ہے۔

(۳) رس: الف تاسیس سے ماقبل کی حرکت کو رس کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ہمیشہ فتحہ ہی ہوگا۔ مثلاً کامل اور شامل میں ک اور ش کی حرکت رس کہلائے گی۔

(۴) اشباع: حرفِ دخیل کی حرکت کو اشباع کہتے ہیں۔ جیسے کامل اور شامل میں م کی حرکت یعنی کسرہ اشباع ہے۔

(۵) حذ و: ردف اور قید کے ماقبل کی حرکت اشباع کہلاتی ہے۔ ردف میں تو یہ ہمیشہ الف سے قبل زبر، واو سے قبل پیش اور یا سے قبل زیر ہوتی ہے، جیسے کام اور نام، نور اور حور اور میت اور گیت میں علی الترتیب فتحہ، ضمہ اور کسرہ۔ البتّہ قید میں ان تینوں میں سے کوئی حرکت بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً رزم اور بزم میں 'ز' اور 'ب' کی حرکت یا علم اور حلم میں 'ع' اور 'ح'

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

کی حرکت حذو ہے۔

(۶) نَفاذ: وصل، خروج اور مزید کی حرکات کو نفاذ کہتے ہیں۔ مثلاً سہنا اور رہنا میں حرفِ وصل 'ن' کی حرکت۔

عیوبِ قافیہ

قافیے کے عیب نو ہیں: اقواء، اکفا اور اجازہ، تحریفِ روی، سناد، ایطا، معمول، غلو، تضمین اور تغییر۔

(۱) اقواء: اختلافِ توجیہ یعنی روی سے ماقبل کی حرکت کے اختلاف کو اقواء کہتے ہیں۔ مثلاً گُل کا قافیہ دِل سے کرنا۔

(۲) اکفا اور اجازہ: اختلافِ حرفِ روی کو اکفا کہتے ہیں، یہ بہت بڑا عیب ہے۔ مثلاً جب کا قافیہ تپ سے یا آج کا قافیہ ناچ سے کرنا۔ اجازہ بھی اکفا ہی کی ایک صورت ہے۔ اگر اختلافِ حرفِ روی بعید المخرج ہو تو اسے اجازہ کہتے ہیں اور اگر قریب المخرج ہو تو اکفا ہے۔

(۳) تحریفِ روی: اگر حرفِ روی کو ضرورتِ قافیہ کے تحت کسی اور حرف سے بدل لیں تو اسے تحریفِ روی کہتے ہیں۔ مثلاً سیب کو ریو سے قافیہ کرنے کے لیے سیو کر دیں یعنی 'ب' کو 'و' سے بدل دیں۔

(۴) سناد: اشباع یعنی دخیل کی حرکت اور حذو یعنی حرکتِ ماقبل ردف وقید کے اختلاف کو سناد کہتے ہیں۔ جیسے سالِم اور عالَم میں اختلافِ اشباع ہے۔ اسی طرح نور کا قافیہ دوَر سے یا دیر کا قافیہ سیَر سے کرنا حذو (حرکت ماقبل ردف) اور اسی طرح عَصر کا قافیہ مِصر سے کرنا حذو (حرکت ماقبل قید) کا اختلاف ہے۔

(۵) ایطا: اسے شائگاں بھی کہتے ہیں۔ اگر قافیے میں بغیر موافقتِ حرفِ روی معنیِ واحد پر حروفِ زائد کی تکرار ہو تو اسے ایطا کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ایطائے خفی

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اور ایطائے جلی۔

ایطائے خفی اسے کہتے ہیں کہ یہ تکرار خوب ظاہر نہ ہو، مثلاً دانا اور بینا میں کہ الف زائد ہے اور اسے نکال دینے پر قافیہ درست نہیں رہتا، لیکن کثرتِ استعمال سے جزوِ کلمہ محسوس ہوتا ہے۔

ایطائے جلی اسے کہتے ہیں کہ تکرارِ حروفِ زائد خوب واضح ہو، مثلاً یاراں اور دوستاں میں 'ان' حروفِ زائد ہیں جنہیں نکالنے پر یار اور دوست بچتے ہیں جن کا قافیہ درست نہیں اور تکرار ان کی بالکل واضح ہے۔

(۶) **معمول**: اس سے مراد یہ ہے کہ قافیہ ایک جگہ لفظِ واحد ہو اور دوسری جگہ ترکیب سے حاصل ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں: ایک ترکیبی اور دوسری تحلیلی۔

معمول ترکیبی یہ ہے کہ قافیہ پورے دو کلموں سے مرکّب ہو۔ مثلاً ؎

خوش آئی رام کو جب خاکساری ملی اپنے بدن پر خاک ساری

معمول تحلیلی یہ ہے کہ اک لفظ کے ٹکڑے کرنے سے قافیہ حاصل ہوتا ہے۔ یعنی لفظ کے ایک جز کو قافیے میں شمار کرتے ہیں اور دوسرے کو ردیف میں۔ مثلاً ؎

اس پائے حنائی پر رکھتا جو ہوں میں سر کو
کس ناز سے وہ ہنس کر کہتا ہے کہ بس سر کو

(۷) **غُلو**: غلو یہ ہے کہ ایک مصرعے میں حرفِ روی ساکن ہو اور دوسرے میں متحرک۔ مثلاً ؎

میں اگر آپ سے جاؤں تو قرار آ جائے
پر یہ ڈرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو یار آ جائے
حسنِ انجام کا مومنؔ مرے بارے ہے خیال
یعنی کہتا ہے وہ کافر کہ تو مارا جائے

اس غزل کے تمام اشعار میں حرفِ روی 'ر' ساکن ہے، لیکن مقطع میں متحرک (مفتوح) ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

(۸) **تضمین**: ایک مصرعے میں ایسا قافیہ لانا کہ اس کے معنی دوسرے مصرعے پر موقوف ہوں۔ مثلاً ؎

ناچیز سہی کم سہی رتبے میں ہیں الاّ
بابا نے غلاموں کے بھی حق میں کہا کیا کیا

(۹) **تغئیر**: یعنی اشعار میں قافیہ بدل ڈالنا، لیکن اشارہ کر دیں تو عیب باقی نہیں رہتا۔ مثلاً ؎

غزل انشا اور بھی ایک لکھ اسی بحر اور ردیف کی
کہ زبر کے قافیے جس میں ہوں مجھے نفرت آ گئی زیر سے
نہ تو کام رکھیئے شکار سے نہ تو دل لگایئے سیَر سے
بس اب آگے حضرتِ عشق جی چلے جائیں گھر ہی کو خیَر سے

ردیف

ردیف اس مستقل لفظ کو کہتے ہیں جو قافیے کے بعد آتا ہے اور شعر کے معنی اس سے اس طرح متعلق و مربوط ہوتے ہیں کہ اس کے بغیر مکمّل نہیں ہوتے۔

ردیف کا ہونا شعر کے لیے ضروری نہیں۔ جس شعر میں ردیف ہوتی ہے اسے مردّف کہتے ہیں اور جس شعر میں ردیف نہیں ہوتی صرف قافیہ ہوتا ہے اسے مقفیٰ کہتے ہیں۔ اگر اسے سلیقے کے ساتھ استعمال کیا جائے تو شعر کے حسن میں اضافے کا باعث ہوتی ہے۔ مثلاً یہ دو شعر ملاحظہ کیجیئے ؎

ساقیا عید ہے لا بادۂ مینا بھر کے کہ مے آشام پیاسے ہیں مہینا بھر کے
چاہنا خلق کو صہبا و صنم سے محروم ایسی نیّت پہ بہشت آپ کو واعظ معلوم

دونوں ہی شعر اپنی اپنی جگہ لاجواب ہیں، لیکن پہلے شعر کا حسن ردیف کی وجہ سے دوبالا ہو گیا ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

باب سوم

علمِ بیان

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ترتیب

علمِ بیان	۹۵
تعارف، غرض، موضوع، حدود	۹۵
لفظ کے معنی غیر موضوع لہٗ میں استعمال کی مختلف صورتیں	۹۶
تشبیہ	۹۷
تعریف، تعریف کی وضاحت، تشبیہ کے اجزاء	۹۷
ارکانِ تشبیہ	۹۸
اقسامِ تشبیہ	۹۹
تشبیہ مفرد، تشبیہ مرکّب	۹۹
تشبیہ حسّی	۱۰۰
تشبیہ عقلی، تشبیہ جمع	۱۰۱
تشبیہ تسویہ، تشبیہ مفروق، تشبیہ ملفوف	۱۰۲
تشبیہ مفصّل، تشبیہ مجمل	۱۰۳
تشبیہ مؤکد، تشبیہ مرسل، تشبیہ صریح، تشبیہ قریب یا مبتذل، تشبیہ بعید یا غریب	۱۰۴
تشبیہ مشروط، اضمار	۱۰۵
استعارہ	۱۰۶
تعریف، ارکانِ استعارہ، تشبیہ اور استعارے کا فرق	۱۰۶
اقسامِ استعارہ، استعارہ بالتصریح، استعارہ بالکنایہ، استعارہ وفاقیہ	۱۰۷
استعارہ عنادیہ، استعارہ مطلقہ، استعارہ مجردہ	۱۰۸
استعارہ مرشحہ، استعارہ موشحہ، استعارہ عامیہ یا مبتذلہ، استعارہ غریبہ	۱۰۹
مجاز مرسل، اقسام مجاز مرسل یا مجاز مرسل کے علاقے	۱۱۱
کنایہ، تعریف، کنایے کی اقسام	۱۱۴

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

علمِ بیان

تعارف: علمِ بیان وہ علم ہے، جس کے ذریعے ایک ہی معنی کو مختلف طریقوں سے ادا کیا جا سکے۔ یعنی اس علم کے ذریعے اپنی بات کو طرح طرح سے کہنے کا طریقہ سیکھا جاتا ہے۔ اس کے تحت ایک ہی بات کو مختلف طریقوں سے اس طرح ادا کرتے ہیں کہ ان میں سے کسی طریقۂ اظہار میں بات زیادہ صاف اور واضح ہوتی ہے تو کسی دوسرے طریقۂ اظہار میں نسبتاً کم صاف اور واضح۔

غرض: علمِ بیان کی غرض ایک ہی معنی کو مختلف طریقوں سے ادا کرنا ہے۔ بقول میر انیسؔ:

اِک شعر کا مضموں ہو تو سو رنگ سے باندھوں

دراصل یہ ایک پھول کے مضمون کو سو رنگ سے باندھنا ہی علمِ بیان کا مقصد ہے۔ لیکن اس طرح کہ ان میں سے ہر رنگ نمایاں طور پر ایک دوسرے سے ممتاز ہو یعنی ایک ہی معنی کو الگ الگ طریقے سے اس طرح ادا کیا جائے کہ وضاحت اور عدم وضاحت کا فرق ملحوظ رہے۔

موضوع: علمِ بیان کا موضوع لفظ ہے۔ جس معنی کے لیے کسی لفظ کو وضع کیا جاتا ہے وہ اس کے معنی موضوع لہٗ کہلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر اس سے کوئی اور معنی مراد لیں تو اسے معنی غیر موضوع لہٗ کہتے ہیں۔ علمِ بیان مین معنی غیر موضوع لہٗ کے استعمال کی مختلف صورتوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

حدود: علمِ بیان کے تحت چار چیزوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے:

تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل اور کنایہ۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

لفظ کے معنی غیر موضوع لہٗ میں استعمال کی مختلف صورتیں

جب کسی لفظ کو اس کے حقیقی معنی (معنی موضوع لہٗ) کے بجائے کسی اور معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، یعنی اس سے معنی غیر موضوع لہٗ مراد ہوتے ہیں تو اس کا عام طور پر کوئی قرینہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کوئی قرینہ نہ ہو۔ اگر اس معنی غیر موضوع لہٗ کے لیے کوئی قرینہ ہو تو اس صورت کو مجاز کہتے ہیں اور اگر کوئی قرینہ نہ ہو تو اسے کنایہ کہتے ہیں۔ کنایہ میں معنی غیر موضوع لہٗ کے ساتھ ساتھ معنی موضوع لہٗ بھی مراد لیے جا سکتے ہیں، لیکن مجاز میں کسی قرینے کی وجہ سے صرف معنی غیر موضوع لہٗ ہی نکالے جا سکتے ہیں۔ مجاز کی بھی دو صورتیں ہیں؛ اگر حقیقی معنی اور مجازی معنی (معنی موضوع لہٗ اور معنی غیر موضوع لہٗ) میں تشبیہ کا علاقہ ہو تو مجاز کی یہ صورت استعارہ کہلاتی ہے اور اگر تشبیہ کے علاوہ کوئی اور علاقہ ہو تو اسے مجاز مرسل کہتے ہیں۔ تشبیہ کے علاقے سے مراد مشابہت یا اشتراک کا علاقہ ہے۔

اس طرح کسی لفظ کے معنی موضوع لہٗ میں استعمال کی تین صورتیں ہیں: کنایہ، استعارہ اور مجاز مرسل۔ علمِ بیان میں بنیادی طور پر انھیں کا مطالعہ مقصود ہوتا ہے۔ لیکن چوں کہ استعارہ کو سمجھنے کے لیے تشبیہ کے تعلق کو سمجھنا بھی ضروری ہے، اس لیے ان تینوں کے ساتھ ساتھ تشبیہ بھی علمِ بیان کے دائرے میں شامل ہے۔

آئندہ اوراق میں تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل اور کنایے کے متعلق اظہارِ خیال کیا جائے گا۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

تشبیہ

تعریف: اگر دو چیزوں کو کسی ایک یا کئی باتوں میں شریک کرنے کا قصد کیا جائے اور وہ دونوں چیزیں عبارت میں مذکور ہوں تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔

تعریف کی وضاحت: اس تعریف سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ تشبیہ میں دو چیزوں میں مشارکت یا مشابہت ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ بالفاظِ دیگر ایک چیز کو دوسری چیز جیسا کہنے کو تشبیہ کہتے ہیں۔ مثلاً جب یہ کہا جاتا ہے کہ ''حامد شیر کی مانند بہادر ہے۔'' تو اس سے سننے والا یہی سمجھتا ہے کہ متکلّم (کہنے والا) حامد اور شیر کو بہادری کی صفت میں شریک کرنا چاہتا ہے یا اگر کہنے والا کہے کہ ''محبوب کا چہرہ پھول جیسا نازک ہے۔'' تو سننے والا یہی سمجھے گا کہ متکلّم اپنے محبوب کے چہرے اور پھول دونوں کو نزاکت میں شریک کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً:

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اِک گلاب کی سی ہے

اس شعر میں محبوب کے لبوں کو نزاکت میں گلاب کی پنکھڑی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

تشبیہ کے اجزاء: جب کسی چیز کو کسی دوسری چیز سے تشبیہ دی جاتی ہے تو اس کے کچھ اجزاء ہوتے ہیں۔ ان اجزاء کو ارکانِ تشبیہ کہتے ہیں۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ارکانِ تشبیہ

تشبیہ کے پانچ ارکان ہیں:

(۱) مشبّہ: وہ چیز جس کو تشبیہ دی جاتی ہے مشبّہ کہلاتی ہے۔

(۲) مشبّہ بہ: وہ چیز جس سے تشبیہ دی جاتی ہے مشبّہ بہ کہلاتی ہے۔

نوٹ: مشبّہ اور مشبّہ بہ دونوں کا نام طرفینِ تشبیہ ہے۔

(۳) وجہ شبہ: (یا وجہ مشابہت) وہ بات جس میں مشبّہ اور مشبّہ بہ ایک دوسرے کے شریک ہوں یا وہ بات جس میں تشبیہ دی گئی ہے، وجہ شبہ کہلاتی ہے۔

(۴) اداتِ تشبیہ یا حرفِ تشبیہ: وہ چھوٹے چھوٹے الفاظ جو تشبیہ کے علاقے کو ظاہر کرتے ہیں، جیسے: سا، ہی، مانند، مثل، طرح، جیسا وغیرہ، حرفِ تشبیہ کہلاتے ہیں۔

(۵) غرضِ تشبیہ: تشبیہ دینے کی غرض یا اس کے مقصد کو (جس کی وجہ سے تشبیہ دی گئی ہے) غرضِ تشبیہ کہتے ہیں۔

مثلاً اگر کہیں کہ ''محبوب کا چہرہ پھول جیسا ہے'' تو اس مثال میں (۱) مشبّہ: محبوب کا چہرہ، (۲) مشبّہ بہ: پھول، (۳) وجہ شبہ: نزاکت، (۴) حرفِ تشبیہ جیسا اور (۵) غرضِ تشبیہ: محبوب کے حسن میں مبالغہ پیدا کرنا اور اس کے ذریعہ اس کے حسن کا اظہار ہیں۔ اسی طرح تشبیہ کی مثال میں پیش کیے گئے شعر میں:

مشبّہ: اس (محبوب) کے لب مشبّہ بہ: گلاب کی پنکھڑی

وجہ شبہ: نزاکت حرفِ تشبیہ: سی

غرضِ تشبیہ: محبوب کے لبوں کی نزاکت میں مبالغہ کرنا اور اس کے ذریعہ اظہارِ حسن کرنا۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اقسامِ تشبیہ

تشبیہ کی بہت سی قسمیں ہیں۔جن میں سے بعض اہم اور مشہور قسمیں یہ ہیں:

(۱) تشبیہِ مفرد: ایسی تشبیہ کو کہتے ہیں، جس میں کسی ایک مفرد شے کی کسی دوسری مفرد شے سے مشابہت مقصود ہو۔ مثلاً: محبوب کے چہرے کو پھول سے تشبیہ دی جائے تو یہ مفرد تشبیہ ہوگی۔اسی طرح اس شعر میں:

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اِک گلاب کی سی ہے

یا

اس کے ہاں آفتاب عارض ہے
دن ہی آٹھوں پہر ہے رات نہیں

(۲) تشبیہِ مرکّب: ایسی تشبیہ جس میں چند اشیاء سے مرکّب ایک مخصوص ہیئت کی دوسری ایسی ہی ہیئت سے مشابہت مقصود ہو، تشبیہِ مرکّب کہلاتی ہے۔ مثلاً یہ کہا جائے کہ ''میدانِ جنگ میں تلواروں سے اس طرح چنگاریاں نکل رہی تھیں جیسے اندھیری رات میں جگنو چمک رہے ہوں۔'' تو یہ تشبیہِ مرکّب ہوگی۔ مثلاً:

صنم کی زلف میں کوچہ ہے سربستہ ہر اِک مو پر
نہ دیکھی ہوں گی تو نے خضر یہ ظلمات میں گلیاں

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اس شعر میں محبوب کی زلفوں کے درمیان پیچ در پیچ کوچوں سے مرکّب ہیئتِ مجموعی کو ظلمات کی گلیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔اسی طرح اس شعر میں بھی تشبیہِ مرکّب ہے:

یوں برچھیاں تھیں چاروں طرف اس جناب کے
جیسے کرن نکلتی ہے گرد آفتاب کے

کیوں کہ اس شعر میں برچھیوں سے گھرے ہوئے مجروح شخص (حضرت عبّاس) کی مجموعی ہیئت کو چاروں طرف کرنوں سے گھرے ہوئے سورج سے تشبیہ دی گئی ہے۔تشبیہِ مرکّب کی ایک اور مثال:

زلفوں کا گورے گالوں پہ کیا احتشام ہے
لندن پہ جاکے کالوں نے باندھا یہ لام ہے

(۳) تشبیہِ حسّی: اگر کسی تشبیہ میں طرفینِ تشبیہ (مشبّہ اور مشبّہ بہ) ایسے ہوں کہ انھیں حواسِ خمسہ ظاہری (باصرہ، سامعہ، شامّہ، ذائقہ اور لامسہ) سے محسوس کیا جا سکے، تو ایسی تشبیہ کو تشبیہِ حسّی کہتے ہیں۔مثلاً:

کھلنا کم کم کلی نے سیکھا ہے تیری آنکھوں کی نیم خوابی سے
(متعلق بہ باصرہ)

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے پنکھڑی اِک گلاب کی سی ہے
(متعلق بہ لامسہ)

نوبت ہے صدائے قمریاں کی تیّاری ہے باغ میں اذاں کی
(متعلق بہ سامعہ)

جھوٹی شراب اپنی مجھے مرتے دم تو دے یہ آبِ تلخ شربتِ قند و نبات ہے
(متعلق بہ ذائقہ)

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

لگایا میں نے جو شب زلفِ پرشکن میں ہاتھ شمیمِ مشک لگی گلشنِ ختن میں ہاتھ

(متعلق بہ شامّہ)

(۴) تشبیہِ عقلی: اگر طرفینِ تشبیہ (مشبّہ، مشبّہ بہ) ایسے ہوں کہ انھیں حواسِ خمسۂ ظاہری سے محسوس نہ کیا جا سکے، تو ایسی تشبیہ کو تشبیہِ عقلی کہا جاتا ہے۔ مثلاً:

مت مردمکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاہیں
ہیں جمع سویدائے دلِ چشم میں آہیں

اس شعر میں مشبّہ ''نگاہیں'' اور مشبّہ بہ ''آہیں'' دونوں عقلی ہیں۔ کیوں کہ دونوں کا ادراک حواسِ خمسۂ ظاہری سے ممکن نہیں۔ اسی طرح اس شعر میں بھی؛

نطق سے میرے ہے طبعِ سامعہ عاشق مزاج
شوخیاں مضموں میں ہیں نازِ حسیناں کی طرح

''شوخی'' مشبّہ اور ''ناز'' مشبّہ بہ دونوں عقلی ہیں۔

(۵) تشبیہِ جمع: اگر مشبّہ واحد ہو اور مشبّہ بہ متعدد، یعنی ایک مشبّہ کو کئی مشبّہ بہ سے تشبیہ دی جائے تو اسے تشبیہِ جمع کہتے ہیں۔ مثلاً:

کیا جگہ کوچۂ محبوب ہے سبحان اللہ کوئی جنّت، کوئی کعبہ، کوئی گلشن سمجھا

اس شعر میں مشبّہ واحد یعنی کوچۂ محبوب اور مشبّہ بہ تین ہیں:

(۱) جنّت، (۲) کعبہ اور (۳) گلشن۔

اسی طرح اس شعر میں:

دل میں چبھ جاتی ہیں اس حور کی اکثر پلکیں
کبھی خنجر، کبھی ناوک، کبھی نشتر پلکیں

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

کیوں کہ ایک مشبّہ (پلکیں) کے لیے تین مشبّہ بہ (خنجر، ناوک اور نشتر) لائے گئے ہیں۔

(۶) تشبیہِ تسویہ: اگر مشبّہ متعدد ہوں اور مشبّہ بہ واحد، یعنی کئی چیزوں کو کسی ایک چیز سے تشبیہ دی جائے تو اسے تشبیہِ تسویہ کہتے ہیں۔ مثلاً:

عجب نہیں ہے کہ آرائشِ زمانہ سے
حنائی پنجہ ہوں تاک و چنار و بیدانجیر

یہاں تین مشبّہ (تاک، چنار اور انجیر) کے لیے ایک ہی مشبّہ بہ (حنائی پنجہ) لایا گیا ہے۔ اسی طرح اس شعر میں:

دل کو میانِ خط و زلف تو جور کھے تو عدل ہے
ایک یہ مرغِ ناتواں جس کے لیے ہیں دام دو

یہاں خط اور زلف دونوں مشبّہ کو ایک مشبّہ بہ یعنی دام سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(۷) تشبیہِ مفروق: اگر پہلے ایک مشبّہ اور مشبّہ بہ، اس کے بعد دوسرا مشبّہ اور مشبّہ بہ اور پھر اسی طرح تیسرا یا چوتھا ذکر کریں تو ایسی تشبیہ کو تشبیہِ مفروق کہا جاتا ہے۔ مثلاً:

سرو قد، زلف بنفشہ، گلِ نرگس آنکھیں
تن سمن، غنچہ دہن اور گلستاں عارض

اس شعر میں قد کو سرو سے، زلف کو بنفشہ سے، آنکھوں کو نرگس سے، جسم کو سمن سے، دہن کو غنچے سے اور عارض کو گلستاں سے تشبیہ دی گئی ہے اور ہر تشبیہ میں مشبّہ اور مشبّہ بہ ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ ہیں۔

(۸) تشبیہِ ملفوف: اگر چند مشبّہ کا ایک جگہ ذکر کیا جائے اور پھر چند مشبّہ بہ دوسری جگہ مذکور ہوں تو اسے تشبیہِ ملفوف کہتے ہیں۔ مثلاً:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

سمن و برگ و گل و نرگس و زنبق ہیں صنم
منھ نہیں، کان نہیں، آنکھ نہیں ، ناک نہیں

چار مشبّہ (منھ، کان، آنکھ اور ناک) ایک جگہ مذکور ہیں اور ان چاروں کے مشبّہ بہ (سمن، برگِ گل، نرگس اور زنبق) دوسری جگہ مذکور ہیں۔ اسی کی ایک اور مثال:

ہے ہجومِ داغِ سوزاں اور دلِ مایوس ایک
ہر طرف جلوہ چراغاں کا ہے اور فانوس ایک

(۹) تشبیہِ مفصّل: ایسی تشبیہ جس میں وجہ شبہ مذکور ہوتی ہے تشبیہِ مفصّل کہلاتی ہے۔ مثلاً:

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے پنکھڑی اِک گلاب کی سی ہے

وجہِ شبہ ''نزاکت'' شعر میں مذکور ہے۔ اسی طرح اس شعر میں:

اس شعلہ خو سے بزمِ جہاں میں لگا کے لو
مانندِ شمع آپ کو ہم نے گھلا دیا

وجہ شبہ ''گھلا ڈالنا'' شعر میں مذکور ہے۔

(۱۰) تشبیہِ مجمل: ایسی تشبیہ جس میں وجہ شبہ مذکور نہ ہو تشبیہِ مجمل کہلاتی ہے۔ مثلاً:

بھویں تلوار ہیں تو تیری نگاہیں ہیں تیر
موے مژگاں جنھیں سب کہتے ہیں دو بھالے ہیں

یا

چمن کی وضع نے ہم کو کیا داغ کہ ہر غنچہ دلِ پر آرزو تھا

ان دونوں اشعار میں وجہ شبہ کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

(۱۱) تشبیہِ مؤکد: وہ تشبیہ جس میں اداتِ تشبیہ کا استعمال نہ کیا گیا ہو تشبیہِ مؤکد کہلاتی ہے۔ مثلاً:

دل عجب شہر تھا خیالوں کا لوٹا مارا ہے حسن والوں کا

یا

چمن کی وضع نے ہم کو کیا داغ کہ ہر غنچہ دلِ پُر آرزو تھا

(۱۲) تشبیہِ مرسل یا تشبیہِ صریح: وہ تشبیہ جس میں اداتِ تشبیہ کا استعمال کیا گیا ہو تشبیہِ مرسل یا صریح کہلاتی ہے۔ مثلاً:

ہستی اپنی حباب کی سی ہے یہ نمائش سراب کی سی ہے

حرفِ تشبیہ (اداتِ تشبیہ) ''سی'' شعر میں مذکور ہے۔ اسی طرح اس شعر میں:

کندن سا چہرہ دیکھو کبھی آئینے میں تم سونا ملاؤ مہر کا چاندی میں ماہ کی

حرفِ تشبیہ ''سا'' شعر میں موجود ہے۔

(۱۳) تشبیہِ قریب یا مبتذل: ایسی تشبیہ جس کی وجہ شبہ فوراً سمجھ میں آجائے اور جس میں کچھ ندرت نہ ہو، تشبیہِ قریب یا مبتذل کہلاتی ہے۔ مثلاً:

کہکشاں رشک کرے اترے ہوئے ہاروں پر
چاندنی محو ہے ان پھول سے رخساروں پر

یا

ناز کی اس کے لب کی کیا کہیے پنکھڑی اِک گلاب کی سی ہے

(۱۴) تشبیہِ بعید یا غریب: ایسی تشبیہ جس میں وجہ شبہ غور و تامل کے بعد سمجھ میں آئے، تشبیہِ بعید یا غریب کہلاتی ہے۔ مثلاً:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ع۔خور مثلِ آئینہ ہے کفِ رعشہ دار میں

اس مصرعے میں کسی متحرک چیز پر قائم ہونے کے سبب نورِ متحرک ہونا وجہ شبہ ہے اور یہ بات بغیر غور و تامل سمجھ میں آنا مشکل ہے۔اسی طرح یہ شعر بھی تشبیہِ بعید کی مثال ہے:

یوں برچھیاں تھیں چاروں طرف اس جناب کے
جیسے کرن نکلتی ہے گرد آفتاب کے

(۱۵) تشبیہِ مشروط: کبھی کبھی تشبیہِ قریب میں ندرت پیدا کرنے کے لیے اس میں کوئی شرط لگا دی جاتی ہے۔ایسی صورت میں اسے تشبیہِ مشروط کہتے ہیں۔مثلاً:

برگِ گل کی طرح ہیں لب اس کے اس میں اعجاز کا اثر ہوا گر

(۱۶) اضمار: ایسی تشبیہ جس میں کوئی بات پوشیدہ ہو، اضمار کہلاتی ہے۔عموماً اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ شاعر بظاہر تشبیہ کے رشتے سے انکار کرتا ہے، جب کہ دراصل مقصود تشبیہ دینا ہی ہوتا ہے۔مثلاً:

کل لے گئے تھے یار ہمیں بھی چمن کے بیچ
اس کی سی بو نہ پائی گل و یاسمن کے بیچ
تو کہاں اس کی کمر کیدھر نہ کریو اضطراب
اے رگِ گل دیکھیو کھاتی تو ہے پیچ و تاب
رات کو نیند ہے نہ دن کو چین
دل ہے یارب کہ پارۂ سیماب

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

استعارہ

تعریف: اگر کسی لفظ کے حقیقی معنی ترک کر کے اسے مجازی معنی میں استعمال کیا جائے اور ان دونوں معنی میں تشبیہ کا تعلق ہو تو اسے استعارہ کہتے ہیں۔ مثلاً محبوب کے لیے گل یا مہتاب کا لفظ استعمال کریں تو یہ استعارہ ہوگا۔ کیوں کہ کہنے والا گل یا مہتاب کے حقیقی معنی ترک کر کے (مجازی طور پر) اس سے محبوب مراد لے رہا ہے اور محبوب اور گل یا محبوب اور مہتاب میں تشبیہ کا علاقہ ہے۔

ارکانِ استعارہ: استعارے کے لیے چار چیزیں ضروری ہیں:

(۱) مستعار منہ، (۲) مستعار، (۳) مستعار لہ اور (۴) وجہ جامع۔

انھیں چاروں کو ارکانِ استعارہ کہتے ہیں۔ جس طرح تشبیہ میں مشبّہ اور مشبّہ بہ کو طرفینِ تشبیہ کہا جاتا ہے، اسی طرح استعارہ میں ان کو طرفینِ استعارہ کہتے ہیں۔ لیکن استعارے میں مشبّہ کو مستعار لہ اور مشبّہ بہ کو مستعار منہ کہتے ہیں اور وہ چیز جو تشبیہ میں وجہ شبہ کہلاتی ہے، اسے استعارہ میں وجہ جامع کہتے ہیں۔ جس لفظ کے حقیقی معنی ترک کر کے اسے مجازی معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، وہ مستعار کہلاتا ہے۔

تشبیہ اور استعارے کا فرق: تشبیہ اور استعارے میں خاص فرق یہ ہے کہ استعارے میں مشبّہ کو بعینہٖ مشبّہ بہ قرار دے دیتے ہیں۔ استعارے کی سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ اس میں طرفینِ تشبیہ میں سے صرف ایک مذکور ہوتا ہے، یعنی یا تو مشبّہ یا پھر مشبّہ بہ۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

دونوں ایک ساتھ مذکور نہیں ہو سکتے۔ دوسری شرط یہ بھی ہے کہ اگر صرف مشبّہ مذکور ہو تو مشبّہ بہ کے کچھ مناسبات ضرور بیان کیا جائیں ورنہ استعارہ مکمّل نہ ہوگا۔

اقسامِ استعارہ: استعارے کی بعض مشہور و مقبول اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) استعارہ بالتصریح: وہ استعارہ جس میں مستعار منہ (مشبّہ بہ) کا ذکر کیا گیا ہو اور مستعار لہ (مشبّہ) مذکور نہ ہو۔ مثلاً:

ربط رہنے لگا اس شمع کو پروانوں سے
آشنائی کا کیا حوصلہ بیگانوں سے

اس شعر میں محض مستعار منہ یعنی ''شمع'' اور ''پروانے'' کا ذکر کیا گیا ہے اور مستعار لہ یعنی معشوق اور عاشق کا کوئی ذکر نہیں۔

(۲) استعارہ بالکنایہ: وہ استعارہ جس میں مستعار منہ کا ذکر نہ کیا جائے بلکہ اس کے کچھ مناسبات بیان کر دیے جائیں استعارہ بالکنایہ کہلاتا ہے۔ مثلاً:

نہیں ممکن کہ کلکِ فکر لکھے شعر سب اچھے
برستا ہے بہت نیساں گہر ہوتے ہیں کم پیدا

اس شعر میں فکر کو ایک محرر سے استعارہ کیا گیا ہے اور مستعار منہ یعنی محرر کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس کے مناسبات میں سے کلک شعر میں مذکور ہے۔ اسی طرح:

روشن ہے جل کے مرنا پروانے کا ولیکن
اے شمع کچھ تو کہہ تو تیرے بھی تو زباں ہے

(۳) استعارہ وفاقیہ: اگر مستعار منہ اور مستعار لہ کا باہم ایک جگہ جمع ہونا ممکن ہو، تو اسے استعارہ وفاقیہ کہتے ہیں۔ مثلاً جہل اور کوری کا ایک ذات میں جمع ہونا ممکن ہے:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اندھے ہیں جہاں کے لوگ سارے اے میرؔ
سوجھے نہ جسے اسے یہ کہتے ہیں بصیر

(۴) استعارہ عنادیہ: اگر مستعار منہ اور مستعار لہ کا باہم ایک جگہ جمع ہونا ممکن نہ ہو، تو اسے استعارہ عنادیہ کہتے ہیں۔ مثلاً اس شعر میں:

قید خانے میں جہاں کے ہے بڑا غل تیرا
جتنے قیدی ہیں تری جاں کو دعا دیتے ہیں

دعا کا استعارہ بددعا سے ہے اور ان دونوں کا ایک جگہ جمع ہونا ممکن نہیں۔ اسی طرح اس شعر میں بے وفا کا استعارہ وفادار سے ہے:

تم ہی کچھ ایسے نہ دنیا میں جفا کار ملے
جو ملے مجھ کو سو ایسے ہی وفادار ملے

(۵) استعارہ مطلقہ: ایسا استعارہ جس میں مستعار لہ اور مستعار منہ دونوں کے کچھ مناسبات مذکور نہ ہوں، استعارہ مطلقہ کہلاتا ہے۔ مثلاً:

جذبِ دل کھینچ ہی لاتا ہے اسے کوسوں سے
کر چکا ہے وہ صنم مجھ سے کئی بار گریز

اس شعر میں معشوق کا استعارہ صنم سے کیا گیا ہے اور دونوں میں سے کسی کے مناسبات شعر میں مذکور نہیں ہیں۔

(۶) استعارہ مجردہ: ایسا استعارہ جس میں صرف مستعار لہ کے مناسبات مذکور ہوں، استعارہ مجردہ کہلاتا ہے۔ مثلاً:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

آنکھ اٹھا کر دیکھ تو اے نرگسِ جادوے دوست

جھک کے تسلیمات کرتے ہیں کسے ابروے دوست

آنکھ مستعارلہ ہےاور نرگس مستعارمنہ اور آنکھ کی مناسبت سے ابرو شعر میں مذکور ہے۔

(۷) استعارہ مرشحہ: ایسا استعارہ جس میں صرف مستعارمنہ کے مناسبات مذکور ہوں استعارہ مرشحہ کہلاتا ہے۔ مثلاً اس مصرعے میں:

ع۔ دل کے ہر زخم کو مژگاں سے رفو کرتے ہیں

مژگاں مستعارلہ ہے اور سوئی مستعارمنہ اور سوئی کی مناسبت سے رفو کا ذکر ہے۔

(۸) استعارہ موشحہ: ایسا استعارہ جس میں مستعارلہ اور مستعارمنہ دونوں کے مناسبات مذکور ہوں، استعارہ موشحہ کہلاتا ہے۔ مثلاً اس شعر میں:

تجھ کو چمن میں آتے سن کر بادِ سحر یہ گھبرائی

ساغر جب تک لاویں لاویں توڑ سبو کو جام کیا

مستعارلہ غنچہ وگل ہیں جن کی مناسبت سے بادِ سحر اور چمن مذکور ہیں اور مستعارمنہ سبو اور جام ہیں جن کی مناسبت سے ساغر اور آمدِ محبوب کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۹) استعارہ عامیہ یا مبتذلہ: وہ استعارہ جس کی وجہ جامع بہت مشہور اور عام ہو اور آسانی سے سمجھ میں آجائے۔ مثلاً آنکھ کا استعارہ نرگس سے، جیسے اس شعر میں:

بے کلی سے تری کچھ دل کو سروکار نہ ہو   تیری نرگس بھی الٰہی کبھی بیمار نہ ہو

(۱۰) استعارہ غریبہ: ایسا استعارہ جس کی وجہ جامع عام نہ ہو اور غور وتامّل کے بعد سمجھ میں آئے، استعارہ غریبہ کہلاتا ہے۔ مثلاً اس شعر میں:

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

مغاں مجھ مست بن پھرخندۂ ساغر نہ ہوئے گا
مئے گلگوں کا شیشہ ہچکیاں لے لے کے روئے گا

شیشہ کی آواز کا استعارہ ہچکی سے کیا گیا ہے، جس کی طرف بعد تامّل ہی خیال جاتا ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

مجاز مرسل

تعریف: اگر کسی لفظ کے حقیقی معنی ترک کر کے اسے مجازی معنی میں استعمال کیا جائے اور دونوں معنی (حقیقی اور مجازی) میں تشبیہ کے علاوہ کوئی اور علاقہ ہو، تو اسے مجاز مرسل کہتے ہیں۔

اقسامِ مجاز مرسل یا مجاز مرسل کے علاقے

معنی حقیقی و مجازی کے علاقے کی بنا پر مجاز مرسل کی متعدد قسمیں ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) کلّیت و جزویت کا علاقہ: کبھی جز بول کر کل مراد لیا جاتا ہے اور کبھی کل بول کر جز مراد لیتے ہیں۔ مثلاً:

جس جا ہجومِ بلبل و گل سے جگہ نہ تھی
واں ہائے ایک برگ نہیں ایک پر نہیں

یہاں برگ سے مراد گل اور پر سے مراد پرند (بلبل) ہے۔ اسی طرح اس شعر میں:

تجھ سے کچھ ملتے ہی وہ بے باک ہو جانا مرا
اور ترا دانتوں میں وہ انگلی دبانا یاد ہے

انگلی سے مراد انگلی کی پور ہے۔ ان دونوں صورتوں میں کلّیت و جزویت کا علاقہ ہے۔

(۲) سببیت کا علاقہ: کبھی سبب بول کر مسبّب مراد لیتے ہیں اور کبھی مسبّب بول کر سبب۔ مثلاً:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

تو شہیدی ابرِ سیہ سے کہہ، وہ شراب پیتے ہوں جس جگہ
وہیں جا برس، وہیں جا برس، وہیں جا برس، وہیں جا برس

یہاں بادل سے مراد بارش ہے اور بادل بارش کا سبب ہے۔اسی طرح اس شعر میں:

ہر ایک خار ہے گل ، ہر گل ایک ساغرِ عیش
ہر ایک دشت چمن، ہر چمن بہشت نظیر

ساغرِ عیش سے مراد ساغرِ مے ہے اور مے عیش کا سبب ہے۔

(۳) ظرفیت کا علاقہ: کبھی ظرف کہہ کر مظروف مراد لیتے ہیں اور کبھی مظروف کہہ کر ظرف۔مثلاً:

پلا ساقیا ساغرِ بے نظیر
پھنسی دامِ ہجراں میں بدرِ منیر

ساغر سے مراد مے ہے اور ساغر ظرف ہے اور مے مظروف۔اسی طرح اس شعر میں:

کی وصیّت یہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات
سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا

گھر سے مراد گھر میں رہنے والے ہیں، جب کہ اس شعر میں:

تری چشمِ مست سے ساقیا، یہ سیاہ مست جنوں ہوا
کہ مئے دوآتشہ طاق پر، جو دھری تھی یوں ہی دھری رہی

شراب سے مراد وہ ظرف ہے جس میں شراب رکھی گئی ہے۔ان دونوں صورتوں میں ظرفیت کا علاقہ ہے۔

(۴) علاقۂ زمانہ: کبھی کسی چیز کا کوئی ایسا نام لیتے ہیں، جو ماضی میں اس کا ہوسکتا ہے اور کبھی کسی چیز کا کوئی ایسا نام لیتے ہیں جو اس کا آئندہ ہوسکتا ہے۔مثلاً اس شعر میں:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

آدمی دعویٰ اناالحق کا کرے
ولولے دیکھو تو مشتِ خاک کے

مشتِ خاک سے مراد انسان ہے اور یہ اس کی ماضی کی حالت ہے، جب کہ اس شعر میں:

بیزار ہیں سب ایک بھی شفقت نہیں کرتا
سچ ہے کوئی مردے سے محبت نہیں کرتا

حضرت فاطمہ صغریٰ کا قول ادا کیا گیا ہے جو شدید بیمار تھیں اور اپنے آپ کو شدید بیماری کی بنا پر مردہ کہا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں علاقۂ زمانہ ہے۔

(۵) علاقۂ آلہ: کبھی کسی چیز کا آلہ کہہ کر وہ چیز مراد لیتے ہیں جس کا وہ آلہ ہے۔ مثلاً کسی خوش نویس کو خوش قلم کہیں کہ قلم تحریر کا آلہ ہے۔ اسی طرح اس شعر میں:

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغؔ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

(۶) عمومیت اور خصوصیت کا علاقہ: کبھی عام کہہ کر خاص مراد لیتے ہیں، مثلاً کسی کی شیروانی یا پائجامہ بھیگ جائے اور وہ کہے کہ میرے کپڑے بھیگ گئے ہیں۔ یہاں عمومیت و خصوصیت کا علاقہ ہے۔

(۷) محلّیت کا علاقہ: کبھی محل بول کر حال مراد لیتے ہیں اور کبھی حال بول کر محل مراد لیتے ہیں۔ مثلاً کہا جائے کہ پرنالہ بہہ رہا ہے اور اس سے پانی کا بہنا مراد لیا جائے، جو اس کا حال ہے۔ یہاں محلّیت کا علاقہ ہے۔

اس کے علاوہ مجاز کے اور بھی علاقے ممکن ہیں۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

کنایہ

تعریف: کنایہ کے لغوی معنی پوشیدہ بات کے ہیں۔ کنایہ اس لفظ یا ان الفاظ میں ہوتا ہے جن کے لازم معنی مراد ہوں اور حقیقی معنی بھی لیے جاسکیں۔ مثلاً:

بیادِ دوستاں اکثر مجھے ہچکی لگ آتی ہے
کبھی مذکور جب ہوتا ہے کچھ گزرے فسانوں کا

اس شعر میں ہچکی لگ آنے سے کثرتِ گریہ مراد ہے، جس کے لیے ہچکی کا لگ آنا لازم ہے۔ لیکن حقیقی معنی ہچکی لگ آنا بھی مراد لیے جاسکتے ہیں۔

کنایے کی اقسام

کنایے کی چند مشہور اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) تعریض: اس کنایے کو کہتے ہیں جس میں موصوف مذکور نہ ہو، لیکن اشارے کے طور پر اس کی ذات مراد لی جائے۔ مثلاً اس شعر میں:

ہمیں بدنام ہیں جھوٹے بھی ہمیں ہیں بے شک
ہم ستم کرتے ہیں اور آپ کرم کرتے ہیں

اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ ہی بدنام ہیں اور آپ ہی جھوٹے ہیں اور آپ ہی ستم کرتے ہیں۔

(۲) تلویح: وہ کنایہ جس میں لازم اور ملزوم کے درمیان واسطے بہت ہوں۔ مثلاً:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

الغرض مطبخ اس گھرانے کا
رشک ہے آب دار خانے کا

مطبخ کا آب دار خانے کے لیے باعثِ رشک ہونا اس بات کا کنایہ ہے کہ موصوف بہت کنجوس ہے، کیوں کہ ایسا اسی صورت میں ممکن ہے کہ مطبخ میں کبھی آگ نہ جلے اور یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ کھانا نہ پکے اور کھانا نہ پکنے کے لیے لازم ہے کہ صاحبِ مطبخ نہ خود کھائے اور نہ کسی دوسرے کو کچھ کھلائے اور اس سے بخل ثابت ہوتا ہے۔

(۳) رمز: اگر کنایے میں واسطے زیادہ نہ ہوں لیکن تھوڑی سی پوشیدگی ہو، تو اسے رمز کہتے ہیں۔ مثلاً:

خاک اڑتی تھی منھ پر حرمِ شیرِ خدا کے
تھا چیں بہ جبیں فرش بھی جھونکے سے ہوا کے

فرش کا چیں بہ جبیں ہونا کنایہ ہے سمٹ جانے سے۔

(۴) ایما و اشارہ: ایسا کنایہ جس میں نہ تو واسطے ہی زیادہ ہوں اور نہ ہی کچھ پوشیدگی ہو، اسے ایما و اشارہ کہتے ہیں۔ مثلاً:

شرکتِ شیخ و برہمن سے میر اپنا کعبہ جدا بنائیں گے

اپنا کعبہ جدا بنانے سے مراد سب سے الگ رہنا ہے۔ اسی طرح اس شعر میں:

یاروں کو کرتی اغیار تو ہے چلواتی گھر گھر تلوار تو ہے

گھر گھر تلوار چلوانے سے عداوت اور جھگڑا کرانا مراد ہے۔

(۵) کنایہ قریب: ایسا کنایہ جس میں کوئی ایسی صفت بیان کی جائے، جو کسی موصوف کے ساتھ مخصوص ہو اور اس سے موصوف مراد ہو، تو ایسا کنایہ کنایہ قریب کہلاتا ہے۔ مثلاً خسروِ انجم سے آفتاب مراد لینا یا آبِ آتشیں سے شراب مراد لینا۔ مثلاً:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

کیوں ردِّ قدح کرے ہے زاہد
مے ہے یہ مگس کی قے نہیں ہے

یہاں مگس کی قے شہد کا کنایہ ہے۔

(٦) کنایہ بعید: جب کئی صفات مل کر کسی ایک موصوف کے ساتھ مخصوص ہوں، اگرچہ الگ الگ وہ اور چیزوں میں بھی پائی جاتی ہوں اور ایسی تمام صفات کا ذکر کر کے موصوف مراد لیا جائے تو اسے کنایہ بعید کہتے ہیں۔ مثلاً:

صبح آیا جانبِ مشرق نظر
اِک نگارِ آتشیں رخ سر کھلا

اس شعر میں آفتاب کا کنایہ کیا گیا ہے کیوں کہ اس میں یہ سب صفات یعنی صبح کو جانبِ مشرق نظر آنا، نگار یعنی معشوق کی مانند خوب صورت ہونا، آتشیں رخ یعنی چہرے کا سرخ اور گرم ہونا اور سر کھلا یعنی سر جیسا گول اور کھلا ہونا موجود ہیں۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

باب چہارم

علمِ بدیع

www.urduchannel.in

ترتیب

علمِ بدیع، تعارف	۱۱۹
صنائع اور بدائع	۱۲۰
بدائع یا معنوی خوبیاں (صنائع معنوی)	۱۲۱
طباق یا تضاد	۱۲۱
مقابلہ، مراعات النظیر	۱۲۲
ایہامِ تناسب	۱۲۳
ایہام (توریہ)	۱۲۴
ایہام کے متعلق بعض علماے بلاغت کے راے	۱۲۵
ایہام تضاد	۱۲۶
حسنِ تعلیل (حسن التعلیل)، تجاہلِ عارف (تجاہلِ عارفانہ)	۱۲۷
لف ونشر	۱۲۸
جمع، تفریق، تقسیم	۱۲۹
تقسیم اور لف ونشر میں فرق	۱۳۰
جمع وتفریق، جمع وتقسیم	۱۳۰
جمع وتفریق وتقسیم، مبالغہ، مبالغے کے مدارج	۱۳۱
تاکید المدح بما یشبہ الذم	۱۳۲
تاکید الذم بما یشبہ المدح، تلمیح (یا تملیح)	۱۳۳
تنسیق الصفات	۱۳۴
صنائع یا لفظی خوبیاں (صنائع لفظی)	۱۳۵
تجنیس، اقسامِ تجنیس	۱۳۵
اشتقاق، شبہ اشتقاق، ردّ العجز علی الصدر	۱۳۹
تکرار یا تکریر، سیاق الاعداد (سیاقۃ الاعداد)	۱۴۰

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

علمِ بدیع

تعارف: علمِ بدیع وہ علم ہے جس کے ذریعہ کلامِ فصیح و بلیغ کی لفظی اور معنوی خوبیاں جانی جاتی ہیں۔کلام میں ان لفظی اور معنوی خوبیوں کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے کسی حسینہ کے جسم پر زیورات کی ہوتی ہے۔جس طرح زیور کے بغیر بھی کوئی صورت حسین و دلکش ہوسکتی ہے اور سادگی کا اپنا ایک انداز ہوتا ہے،لیکن زیور اس حسن میں اضافے کا باعث ہوتا ہے۔ اسی طرح صنائع بدائع یا ان لفظی اور معنوی خوبیوں کے بغیر بھی کلام دلکش و پراثر ہوسکتا ہے۔ لیکن ان کا استعمال اس کی دلکشی اور تاثیر میں اضافے کا باعث ہوتا ہے۔

کلامِ فصیح و بلیغ کی شرط اسی لیے لگائی گئی ہے کہ اگر کلام فصاحت و بلاغت کے درجے سے گرا ہوا ہے تو صنائع بدائع کا استعمال اس کے حسن میں اضافے کا باعث نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کی مثال اس عورت کی سی ہوگی جو انتہائی بدصورت ہو اور زیورات سے آراستہ ہو کر یہ سمجھے کہ انھیں پہن کر وہ خوب صورت لگنے لگے گی۔ظاہر ہے کہ یہ اس کی نادانی ہی ہوگی۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

صنائع اور بدائع

کلام کی یہ خوبیاں جنھیں عام طور پر صنعتیں کہا جاتا ہے، دو طرح کی ہوتی ہیں؛ اوّل وہ خوبیاں جن کا تعلق الفاظ سے ہے، انھیں **صنائع** یا صنائع لفظی کہا جاتا ہے۔ دوم وہ خوبیان جن کا تعلق الفاظ کے معنی سے ہے، انھیں **بدائع** یا صنائع معنوی کہتے ہیں۔ اگر چہ بدائع صرف کلام کی معنوی خوبیوں کو کہا جاتا ہے اور صنائع سے صرف کلام کی لفظی خوبیاں مراد ہوتی ہیں، لفظ صنعت (بطور واحد) لفظی اور معنوی دونوں طرح کی خوبیوں کے لیے بولا جاتا ہے۔

آئندہ سطور میں اردو میں رائج چند معروف و مشہور صنائع بدائع کی تعریفیں مثالوں کے ساتھ پیش کی جائیں گی۔ چوں کہ معنی کی اہمیت الفاظ سے زیادہ ہے اس لیے معنوی خوبیوں یعنی بدائع کا بیان لفظی خوبیوں یعنی صنائع سے پہلے کیا جائے گا۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بدائع یا معنوی خوبیاں (صنائع معنوی)

طباق یا تضاد

کلام میں ایسے دو الفاظ لانا جن کے معنی آپس میں ایک دوسرے سے ضد یا تقابل رکھتے ہوں، جیسے دن کے مقابل رات، جوانی کے مقابل بڑھاپا، سردی کے مقابل گرمی، سیاہ کے مقابل سفید، آنے کے مقابل جانا اور دوسری صورت میں آنے کے مقابل نہ آنا یا کرنے کے مقابل نہ کرنا یا ہونے کے مقابل نہ ہونا۔

طباق کی دو صورتیں ہیں: (۱) طباق سلبی اور (۲) طباق ایجابی۔

طباق ایجابی: اسے کہتے ہیں کہ دونوں الفاظ کے معنی میں تضاد بغیر حرفِ نفی کے استعمال کے ہو۔ جیسے آج اور کل میں یا ابتدا اور انتہا میں ہے۔ یہاں تضاد ظاہر کرنے کے لیے حرفِ نفی کے استعمال کی ضرورت نہیں۔ مثلاً:

دلّی میں **آج** بھیک بھی ملتی نہیں انھیں
تھا **کل** تلک دماغ جنھیں تاج و تخت کا

ابتدا ہی میں مر گئے سب یار عشق کی کو ن **ا نتہا** لا یا

طباق سلبی: اسے کہتے ہیں کہ تضاد حرفِ نفی کے استعمال کی وجہ سے پیدا ہو۔ یعنی ایک مصدر سے دو فعل لیے جائیں اور ان میں سے ایک مثبت ہو اور دوسرا منفی یا ایک امر ہو اور دوسرا نہی۔ جیسے آنا اور نہ آنا یا دے اور نہ دے کہ یہاں تضاد حرفِ نفی ہی کے استعمال سے پیدا ہوا ہے۔ مثلاً:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

بہار **آئی** پر ایک پتّی بھی گل کی
نہ آئی اسیرانِ بے بال و پر تک

پلا دے اوک سے ساقی جو ہم سے نفرت ہے
پیالہ گر نہیں دیتا **نہ دے** شراب تو **دے**

مقابلہ

پہلے دو یا دو سے زیادہ چیزوں کا ذکر کرنا، جن میں باہم ضد نہ ہو، پھر ان کے اضداد کا اسی ترتیب سے ذکر کرنا مقابلہ کہلاتا ہے۔ مثلاً:

سدا ہم تو کھوئے گئے سے رہے
کبھی آپ میں تم نے پایا ہمیں

''ہم'' اور ''کھوئے گئے'' کے مقابل علی الترتیب ''تم'' اور ''پایا'' لائے گئے ہیں۔

اسی طرح اس شعر میں:

بٹھلا دیا فلک نے ہمیں نقشِ پا کے رنگ
اٹھنا ہمارا خاک سے ہے اب خدا کے ہاتھ

''بٹھلا دیا''، ''فلک'' اور ''پا'' کے مقابل علی الترتیب ''اٹھنا''، ''خاک'' اور ''ہاتھ'' لائے گئے ہیں۔

بعض لوگ اسے تضاد ہی کی ایک صورت تصوّر کرتے ہیں اور بعض کے نزدیک یہ ایک الگ صنعت ہے۔

مراعات النظیر

(کلام میں ایک لفظ کی رعایت سے دوسرا یا کئی الفاظ لانا) دو یا دو سے زیادہ ایسے

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

الفاظ کلام میں یکجا کرنا جن میں تضاد کے علاوہ کوئی اور نسبت ہو، مراعات النظیر کہلاتا ہے۔ مثلاً:

بہار آئی چلو چمن میں ہوا کے اوپر بھی رنگ آیا
کہاں تلک گل نہ ہووے غنچہ رہا مندے منھ سو تنگ آیا

یہاں بہار کی مناسبت سے چمن، ہوا، رنگ، گل اور غنچہ لائے گئے ہیں۔

دل کے الجھاؤ کو کیا تجھ سے کہوں اے ناصح
تو کسو زلف کے پھندے میں گرفتار نہیں

اس شعر میں زلف کی مناسبت سے الجھاؤ، پھندے اور گرفتار آئے ہیں۔

ایہام تناسب

کلام میں دو ایسے الفاظ لانا، جن میں سے ایک لفظ (یا دونوں الفاظ) کے دو معنی ہوں اور ان میں سے وہ معنی جو کلام میں مقصود ہیں باہم کچھ مناسبت نہ رکھتے ہوں۔ لیکن دوسرے معنی جو کلام میں مقصود نہیں کچھ مناسبت رکھتے ہوں۔ مثلاً:

کر یاد کہیں چہ ذقن کو
کودے نہ کنویں میں باولی ہو

یہاں باولی سے مراد دیوانی ہے اور اس معنی کو کنویں سے کوئی مناسبت نہیں۔ لیکن باولی کے دوسرے معنی جو شعر میں مقصود نہیں ہیں (یعنی ایک قسم کا لمبا چوڑا کنواں، جس میں سیڑھیاں بنی ہوں) کنویں سے مناسبت رکھتے ہیں۔ اسی طرح:

دریاے حسنِ یار تلاطم کرے کہیں
خواہش ہے اپنے جی میں بھی بوس و کنار کی

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

یہاں کنار سے مراد گود ہے جسے دریا سے کچھ مناسبت نہیں۔ لیکن کنار کے دوسرے معنی جو شعر میں مقصود نہیں، دریا کے کنارے کے بھی ہیں، جسے دریا سے مناسبت ہے۔

ایہام (توریہ)

ایہام کے معنی وہم میں ڈالنا اور توریہ کے معنی چھپانا ہیں۔ صنعت ایہام سے مراد یہ ہے کہ کلام میں کوئی ایسا لفظ لایا جائے جس کے دو معنی ہوں، ایک معنی قریب جس کی طرف ذہن آسانی سے منتقل ہو، لیکن کلام میں یہ معنی مقصود نہ ہوں اور دوسرے معنی بعید جس کی طرف ذہن ایک دم منتقل نہ ہو، بلکہ بعد غور و تامل کے جائے اور یہی معنی کلام میں مقصود ہوں۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ایہامِ مجردہ اور ایہامِ مرشحہ۔

ایہامِ مجردہ: اسے کہتے ہیں کہ کلام میں معنی غیر مقصود کے کچھ مناسبات مذکور نہ ہوں۔ مثلاً:

بستے ہیں ترے سائے میں سب شیخ و برہمن
آباد تجھی سے تو ہے گھر دیر و حرم کا

سائے کے عام اور مشہور معنی ''دھوپ کی ضد'' اور معنی بعید ''حمایت'' کے ہیں اور شعر میں یہی معنی بعید مطلوب ہیں اور معنی قریب کے کچھ مناسبات شعر میں مذکور نہیں۔

تشبیہ تیرے چہرۂ روشن سے خاک دیں
ہم دیکھتے ہیں شمع کا سارا بدن سفید

بدن کے سفید ہونے کے دو معنی ہیں، معنی قریب بدن کا گورا چٹّا ہونا اور معنی بعید بدن کا مبروص ہونا کیوں کہ برص میں جلد پر سفید داغ پڑ جاتے ہیں اور یہی معنی شعر میں مقصود ہیں اور معنی قریب یعنی گورے چٹّے ہونے کے کچھ مناسبات شعر میں مذکور نہیں۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ایہامِ مرشحہ: اسے کہتے ہیں کہ معنی قریب غیر مقصود کے کچھ مناسبات شعر میں مذکور ہوں۔ مثلاً:

کعبے میں جاں بلب تھے ہم دوریِ بتاں سے
آتے ہیں پھر کے یارو اب کے خدا کے یاں سے

خدا کے یاں سے پھر آنے کے معنی قریب بیت اللہ سے واپسی کے ہیں اور معنی بعید مرتے مرتے بچنا اور شعر میں یہی دوسرے معنی مطلوب ہیں۔ لیکن معنی قریب کی مناسبت سے کعبے کا لفظ شعر میں موجود ہے۔

دل جو دیکھا تو صنم خانے سے بدتر نکلا
لوگ کہتے ہیں کہ اس گھر میں خدا رہتا ہے

رہنے کے معنی قریب بود و باش کے ہیں، لیکن اس شعر میں اس سے مراد ''قابض و متصرف ہونا'' ہے اور یہ معنی بعید ہیں۔ نیز معنی قریب کے مناسبات گھر اور خانہ شعر میں مذکور ہیں۔

ایہام کے متعلق بعض علماے بلاغت کی رائے

بعض علماے بلاغت نے ایہام کی ان دونوں صورتوں یعنی ایہام مجردہ اور ایہام مرشحہ کو ایہامِ تناسب کے تحت شمار کیا ہے اور جو تعریف اوپر ایہام کی بیان کی گئی ہے، اسے ایہامِ تناسب کی تعریف قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک ایہام میں معنی قریب اور معنی بعید دونوں مراد لیے جا سکتے ہیں، جب کہ ایہام تناسب میں دونوں میں سے صرف ایک ہی مقصود ہوتا ہے اور دوسرا غیر مقصود۔ اس نقطۂ نظر سے صحیح معنی میں ایہام اس قسم کے اشعار میں ہوتا ہے:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

سنی کسی نے نہیں غم کی داستاں میری
وہ کم سخن ہوں کہ گویا نہیں زباں میری

یہاں لفظ ''گویا'' کے دونوں معنی (۱) ''یعنی'' اور (۲) ''بولنے والی'' میں سے کوئی بھی مراد لیے جا سکتے ہیں۔ دراصل ایہام کی اصلی شان یہی ہے اور مؤلف بھی علماے بلاغت کے اسی گروہ سے اتفاق رکھتا ہے۔

ایہام تضاد

(ضد کا وہم ہونا) کلام میں دو ایسے لفظ لانا جن میں بظاہر باہم ضد ہو، لیکن درحقیقت (شعر کے مفہوم کے اعتبار سے) وہ ایک دوسرے کے متضاد نہ ہوں۔ بالفاظِ دیگر کلام میں دو ایسے الفاظ لانا جن میں سے کم از کم ایک لفظ (یا دونوں لفظوں) کے دو معنی ہوں۔ جو معنی شعر میں مطلوب ہوں ان میں باہم ضد نہ ہو، لیکن معنی غیر مطلوب میں تضاد ہو۔ مثلاً:

مجھے رونا نہ اپنے حال پر کس طرح سے آوے
نوازشؔ برق بھی ہنستی ہے میری بے قراری پر

برق کے چمکنے کو ہنسنے سے تعبیر کیا ہے اور اسے رونے کے ساتھ کوئی ضد نہیں۔ لیکن ہنسنے کو رونے سے ضد ہے۔

چار دیواری سو جگہ سے خم
تر ذرا ہو تو سوکھتے ہیں ہم

اس شعر میں سوکھنے سے مراد خوف زدہ ہونا ہے اور اسے تر ہونے سے کوئی تضاد نہیں، لیکن سوکھنے اور تر ہونے میں ضد ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

حسنِ تعلیل (حسن التعلیل)

کسی چیز کی کسی صفت کو ثابت کرنے کے لیے کسی ایسی چیز کو اس کا سبب ٹھہرانا جو دراصل اس کا سبب نہ ہو۔ اس میں عموماً کوئی شاعرانہ نکتہ یا جدّت پوشیدہ ہوتی ہے۔ مثلاً:

مجلس میں رات میں نے سوزِ جگر کہا تھا
روتی ہے شمع تب سے بے اختیار اب تک

اس شعر میں شاعر نے موم کے پگھلنے کو شمع کے رونے سے تعبیر کیا ہے اور اس کا سبب اپنے سوزِ جگر کا سنانا قرار دیا ہے۔

مگر دیوانہ تھا گل بھی کسو کا
کہ پیراہن میں سو جاگہ رفو تھا

اس شعر میں شاعر نے رگ، گل کو رفو قرار دے کر اس کا سبب یہ بتایا ہے کہ گل نے کسی کے عشق میں دیوانہ ہو کر اپنا پیراہن تار تار کر لیا ہے، چناں چہ اس کو جگہ جگہ رفو کیا گیا ہے۔

تجاہلِ عارف (تجاہلِ عارفانہ)

کسی چیز کا علم ہوتے ہوئے بھی اس کے متعلق لاعلمی کا اظہار کرنا تجاہلِ عارف کہلاتا ہے۔ اس میں کوئی نہ کوئی نکتہ جرور پوشیدہ ہوتا ہے۔ مثلاً:

تو کہاں اس کی کمر کیدھر نہ کریو اضطراب
اے رگِ گل دیکھیو کھاتی جو ہے تو پیچ و تاب

تجاہل سے کمر کی باریکی میں مبالغہ مقصود ہے۔

موشگافی تو بہت کی نہ ہوا پر معلوم
گیسوؤں میں ہے کمر یا ہیں کمر پر گیسو

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

یہاں تجاہل سے تعجّب اور تحیّر مقصود ہے۔

لف ونشر

کلام میں پہلے چند چیزوں کا ذکر کرنا، پھران مین سے ہر ایک کے مناسبات بلا تعیّن بیان کرنا لف ونشر کہلاتا ہے۔ پہلے چند چیزوں کے ذکر کرنے کو لف کہتے ہیں اور پھر ان کے مناسبات بیان کرنے کو نشر کہتے ہیں۔اس کی تین صورتیں ہیں:

(ا) لف ونشر مرتّب: اگر لف ونشر کی ترتیب یکساں ہو، تو اسے لف ونشر مرتّب کہتے ہیں۔مثلاً:

تیرے رخسار و قد و چشم کے ہیں عاشقِ زار
گل جدا، سرو جدا، نرگسِ بیمار جدا

پہلے رخسار، قد اور چشم کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر علی الترتیب ان کے مناسبات گل، سرو اور نرگسِ بیمار مذکور ہیں۔

(ب) لف ونشر معکوس الترتیب: اگر لف ونشر کی ترتیب ایک دوسرے کے بالکل برعکس (الٹی) ہو، تو اسے لف ونشر معکوس الترتیب کہتے ہیں۔مثلاً:

کبھی جو زلف اٹھائے تو منھ نظر آئے
اسی امید میں گذرے ہیں صبح و شام ہمیں

زلف اور منھ کے مناسبات شام اور صبح الٹی ترتیب کے ساتھ شعر میں مذکور ہیں۔

(ج) لف ونشر غیر مرتّب: اگر لف اور نشر کے مابین کوئی ترتیب نہ ہو، تو اسے لف ونشر غیر مرتّب کہتے ہیں۔مثلاً:

چھپتی تھیں بھاگی جاتی تھیں، گرتے تھے خاک پر
قبضوں سے تیغیں، جسم سے روحیں، تنوں سے سر

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اس شعر میں چھپتی تھیں کے مناسب جسم سے روحیں، بھاگی جاتی تھیں کے مناسب قبضوں سے تیغیں اور گرتے تھے خاک پر کے مناسب تنوں سے سر مذکور ہیں اور ان تینوں میں باہم کوئی ترتیب نہیں ہے، بلکہ یہ سب غیر مرتّب ہیں۔

جمع

دو یا زیادہ چیزوں کو ایک حکم کے تحت یک جا کرنا جمع کہلاتا ہے۔ مثلاً:

بوے گل ، نالہِ دل، دودِ چراغِ محفل
جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

یہاں بوے گل، نالہِ دل اور دودِ چراغِ محفل تینوں کو ''پریشاں ہونے'' کے تحت جمع کیا گیا ہے۔

تفریق

ایک قسم کی دو چیزوں میں فرق ظاہر کرنا تفریق کہلاتا ہے۔ مثلاً:

اے ابر قسم ہے تجھے رونے کی ہمارے
ٹپکا تری آنکھوں سے کبھی لختِ جگر بھی

ابر کے برسنے اور اپنے گریہ کرنے میں یہ فرق ظاہر کیا ہے کہ ابر سے کبھی لختِ جگر یعنی خون نہیں ٹپکا۔

تقسیم

پہلے چند چیزوں کا ذکر کرنا پھر ان میں سے ہر ایک کے مناسبات تعیّن کے ساتھ بیان کرنا تقسیم کہلاتا ہے۔ مثلاً:

جو ابر گریہ کناں ہے تو برق خنداں ہے
کسی میں خو ہے ہماری کسی میں خو تیری

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ابر کے گریہ کناں ہونے کو اپنی خو کے مناسب کہا ہے اور برق کے خنداں ہونے کو محبوب کی خو کے مناسب قرار دیا ہے۔

تقسیم اور لف ونشر میں فرق

تقسیم کے لیے مناسبات کے ذکر کے ساتھ تعیّن کی شرط لازم ہے، جب کہ لف و نشر میں مناسبات کا ذکر بلاتعیّن کیا جاتا ہے۔ تقسیم اور لف ونشر میں یہی بنیادی فرق ہے۔ اگر مناسبات کا ذکر تعیّن کے ساتھ ہو تو تقسیم ہے اور بلاتعیّن ہو تو لف ونشر ہے۔

جمع وتفریق

کلام میں چند چیزوں کو پہلے ایک حکم کے تحت یک جا کرنا اور پھر ان میں فرق ظاہر کرنا۔ مثلاً:

کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے بہشت
یہی نقشہ ہے ولے اس قدر آباد نہیں

پہلے محبوب کے کوچے اور بہشت کو جلوہ گری کے تحت جمع کیا ہے اور پھر ان میں یہ فرق ظاہر کیا ہے کہ بہشت کوچۂ محبوب کی طرح آباد نہیں۔

جمع وتقسیم

پہلے چند چیزوں کو ایک حکم کے تحت جمع کیا جائے اور پھر ان میں سے ہر ایک کے مناسبات تعیّن کے ساتھ بیان کیے جائیں تو اسے جمع وتقسیم کہا جاتا ہے۔ مثلاً:

تجھے اور تیرے دشمن کو سدا ہے اوج عالم میں
تجھے تختِ خلافت پر، اسے دارِ سیاست پر

ممدوح اور اس کے دشمن کو بلندی میں جمع کیا گیا ہے، پھر ان میں ہر ایک کو تعیّن

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

کے ساتھ ایک ایک چیز کے ساتھ منسوب کر دیا گیا ہے، ممدوح کو تختِ خلافت کے ساتھ اور دشمن کو دارِ سیاست کے ساتھ۔

جمع وتفریق وتقسیم

(تینوں صنعتوں جمع، تفریق اور تقسیم کو یکجا کرنا): پہلے چند چیزوں کو ایک حکم کے تحت جمع کرنا، پھر ان میں فرق ظاہر کرنا اور پھر ان میں سے ہر ایک کے مناسبات تعیّن کے ساتھ بیان کرنا جمع وتفریق وتقسیم کہلاتا ہے۔ مثلاً:

نکلا ادھر سے جو وہ اجل کا شکار تھا
پیدل ہو یا سوار ہو، یہ دو وہ چار تھا

ادھر سے نکلنے والے ہر شخص کو پہلے اجل کا شکار ہونے کے تحت جمع کیا گیا ہے، پھر ان میں یہ فرق ظاہر کیا گیا ہے کہ کوئی پیدل ہے اور کوئی سوار، پھر ان دونوں کو تعیّن کے ساتھ ایک ایک چیز سے منسوب کیا گیا ہے کہ پیدل کے دو ٹکڑے ہو جاتے تھے اور سوار کے چار۔ اس طرح پہلے جمع، پھر تفریق اور پھر تقسیم کا استعمال کیا گیا ہے۔

مبالغہ

کسی چیز کی تعریف یا مذمّت اس حد تک کرنا کہ جہاں تک اس کا پہنچنا محال ہو یا بعید ہو، تاکہ سننے والے کو یہ گمان ہو کہ اس وصف کا اب کوئی اور درجہ باقی نہیں رہا۔ مثلاً:

مبالغے کے مدارج: عقل و عادت سے قربت یا دوری کے لحاظ سے مبالغے کے تین مدارج ہیں: تبلیغ، اغراق اور غلو۔

(ا) تبلیغ: مبالغے کی وہ صورت جو عقلاً اور عادتاً ممکن ہو، تبلیغ کہلاتی ہے۔ یہی مبالغے کی سب سے بہتر اور پسندیدہ صورت ہے۔ مثلاً:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

برسوں سے گل چمن میں نکلتے ہیں رنگ رنگ
نکلا نہیں ہے ایک رخِ یار سا ہنوز

ظاہر ہے کہ رخِ یار کی طرح کسی بھی پھول کا نہ ہونا عقلاً اور عادتاً دونوں طرح سے ممکن ہے۔

(ب) اغراق: مبالغے کی وہ صورت جو عقلاً ممکن ہو لیکن عادتاً ناممکن ہو، اغراق کہلاتی ہے۔ مثلاً:

اس جستجو میں اور خرابی تو کیا کہیں
اتنی نہیں ہوئی ہے صبا در بدر کہ ہم

عقلاً یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص صبا سے زیادہ در بدر بھٹکے، لیکن عادتاً ایسا ہونا ناممکن ہے۔

(ج) غلو: مبالغے کا وہ درجہ جو نہ عقلاً ممکن ہو اور نہ عادتاً، غلو کہلاتا ہے۔ مثلاً:

خوگر ہوئے ہیں عشق کی گرمی سے خار و خس
بجلی پڑی رہی ہے مرے آشیاں کے بیچ

بجلی کا آشیانے میں پڑا رہنا اور خار و خس کا گرمی کا خوگر ہونا ایسی باتیں ہیں جو نہ عقلاً ممکن ہیں اور نہ عادتاً۔ عام طور پر مبالغے کا یہ درجہ پسندیدہ نہیں سمجھا جاتا۔

تاکید المدح بما یشبہ الذّم

کسی چیز کی تعریف ایسے الفاظ میں کرنا کہ بظاہر اس کی برائی لگے۔ مثلاً:

بے مہریِ افلاک سے گو خاک بسر ہوں
ہاں عیب بڑا یہ ہے کہ میں اہلِ ہنر ہوں

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

یہاں شاعر نے اپنے اہلِ ہنر ہونے کو اپنا عیب قرار دیا ہے اور بظاہر اپنی برائی کی ہے، جب کہ مقصود اپنے آپ کو بے عیب ثابت کرنا ہے۔

تاکید الذّم بما یشبہ المدح

کسی چیز کی برائی ایسے الفاظ میں کرنا کہ بظاہر اس کی تعریف لگے۔ مثلاً:

اسیرانِ قفس پر جب عنایت آپ کرتے ہیں
کسی کو ذبح کرتے ہیں کسی کے پر کترتے ہیں

لفظ عنایت سے تعریف کا گمان ہوتا ہے، لیکن پورا شعر پڑھنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ مذمّت مقصود ہے۔

تلمیح (یا تملیح)

اگر شاعر کلام میں کسی مشہور مسئلے یا قصّے یا اصطلاح وغیرہ یا کسی حدیث یا قرآنی واقعے کی طرف اشارہ کرے، جس کے معلوم نہ ہونے پر شعر کا مفہوم واضح نہ ہو تو اسے تلمیح کہتے ہیں۔ مثلاً:

آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ اے کلیم
یک شعلہ برقِ خرمنِ صد کوہِ طور تھا

اس شعر میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے کوہِ طور پر جا کر اللہ تعالیٰ کی تجلّی دیکھنے کے واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، جسے جانے بغیر اس شعر کا مفہوم پوری طرح واضح نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اس شعر میں:

قسم جو کھایئے تو طالعِ زلیخا کی
عزیزِ مصر کا بھی صاحب اِک غلام لیا

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

حضرت یوسف علیہ السّلام اور زلیخا کے واقعے کی طرف اشارہ ہے، جسے جانے بغیر شعر کا مفہوم واضح نہیں ہوگا۔

تنسیق الصّفات

کسی شخص یا چیز کی تعریف میں متواتر کئی صفات یکے بعد دیگرے ترتیب کے ساتھ لانا تنسیق الصّفات کہلاتا ہے۔ مثلاً میر انیسؔ گھوڑے کی تعریف میں فرماتے ہیں:

خوش خود و خوش خرام و خوش اندام و خوش لگام
گل پوش و تیز ہوش و سمن گوش و سرخ فام

میر تقی میرؔ عاشق کی حالتِ زار کی تصویر کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قامت خمیدہ، رنگ شکستہ، بدن نزار
تیرا تو میرؔ غم میں عجب حال ہو گیا

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

صنائع یا لفظی خوبیاں (صنائع لفظی)

تجنیس

(اسے جناس بھی کہتے ہیں): دو الفاظ کا تلفظ یا تحریر میں مشابہ ہونا اور معنی میں مختلف ہونا تجنیس کہلاتا ہے۔ جو دو الفاظ ایک دوسرے سے تلفظ یا تحریر میں مشابہ ہوتے ہیں اور معنی میں مختلف، انھیں الفاظِ متجانس کہتے ہیں۔

اقسامِ تجنیس:

تجنیس کی کئی صورتیں ہیں، جن میں سے بعض مشہور اور اہم مندرجہ ذیل ہیں:

تجنیسِ تام: کلام میں دو ایسے الفاظ لانا جو تلفظ اور تحریر میں بالکل ایک جیسے ہوں، یعنی باعتبار تعداد و ترتیبِ حروف و حرکات بالکل یکساں ہوں اور معنی میں مختلف، تو اسے تجنیسِ تام کہتے ہیں۔ اس کی بھی دو صورتیں ہیں: تجنیس تام مماثل اور تجنیس تام مستوفی۔

تجنیس تام مماثل: اگر دونوں متجانس نوع کے اعتبار سے بھی یکساں ہوں، یعنی دونوں اسم ہوں یا دونوں حرف ہوں یا دونوں فعل ہوں تو اسے تجنیس تام مماثل کہتے ہیں۔ مثلاً:

کیا شانِ نازکی ہے کہ شانہ اتر گیا
آیا اتر کہ زلف سے جب شانہ دوش پر

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اوّل شانہ بمعنی کندھا اور دوم شانہ بمعنی کنگھا ہیں اور دونوں اسم ہیں۔

تجنیس تام مستوفی: اگر دونوں متجانس بہ اعتبار نوع یکساں نہ ہوں، یعنی ایک اسم ہو اور دوسرا فعل یا ایک فعل ہو اور دوسرا حرف یا ایک اسم ہو اور دوسرا حرف، تو اسے تجنیس تام مستوفی کہتے ہیں۔ مثلاً:

چاک سینے کے ہمارے نہیں سینے اچھّے
انھیں رخنوں سے دل و جان ہوا لیتے ہیں

ایک جگہ سینے اسم ہے اور دوسری جگہ فعل۔

تجنیس مرکّب: اگر دونوں متجانس میں سے ایک کوئی مفرد لفظ ہو اور دوسرا دو کلموں سے مرکّب تو اسے تجنیس مرکّب کہتے ہیں۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں: تجنیس مرکّب متشابہ اور تجنیس مرکّب مفروق۔

تجنیس مرکّب متشابہ: اسے کہتے ہیں کہ دونوں متجانس تحریر میں یکساں ہوں۔ مثلاً:

ہوتی ہے گرچہ کہنے سے یارو! پرائی بات
پر ہم سے تو تھنبے نہ کبھو منھ پر آئی بات

''پرائی'' ایک مفرد کلمہ ہے اور اس کا دوسرا متجانس دو کلموں ''پر'' اور ''آئی'' سے مرکّب ہے اور تحریر میں دونوں یکساں ہیں۔

تجنیس مرکّب مفروق: اسے کہتے ہیں کہ دونوں متجانس تحریر میں یکساں نہ ہوں۔ مثلاً:

کہا جی نے مِرے یہ ہجر کی رات
یقیں ہے صبح تک دیگی نہ جینے

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

پہلے مصرعے کے دو الفاظ ''جی'' اور ''نے'' مل کر دوسرے مصرعے کے لفظ ''جینے'' کے متجانس ہیں اور تحریر میں دونوں مختلف ہیں۔

تجنیس مرفوء: ایک متجانس کوئی مفرد کلمہ ہو اور دوسرا ایک مفرد کلمے اور دوسرے کلمے کے کسی جز سے مرکّب ہو، تو اسے تجنیس مرفوء کہتے ہیں۔ مثلاً:

غل تھا کہ اب مصالحتِ جسم و جاں نہیں
لو تیغِ برق دم کا قدم درمیاں نہیں

برق کا ''ق'' اور ''دم'' مل کر ''قدم'' کے متجانس ہو جاتے ہیں۔

نوٹ: بعض علماے بلاغت نے تجنیس مرفوء کو تجنیس مرکّب ہی کی ایک قسم قرار دیا ہے۔

تجنیس خطّی: اگر دونوں متجانس میں نقطوں اور حرکات کا اختلاف ہو اور اس کے علاوہ ظاہری صورت میں دونوں بالکل یکساں ہوں، جیسے بساط اور نشاط یا سرخ اور شرخ یا مسکین اور مشکیں وغیرہ، تو اسے تجنیس خطّی کہتے ہیں۔ مثلاً:

ویسا چمن سے سادہ نکلتا نہیں کوئی
رنگینی ایک اور چم و خم بہت ہے یاں

''چم'' اور ''خم'' میں تجنیس خطّی ہے۔

تجنیس محرّف: اگر دونوں متجانس تحریر میں بالکل ایک جیسے ہوں، لیکن تلفظ میں مختلف ہوں یعنی حرکات و سکنات میں اختلاف ہو، تو اسے تجنیس محرّف کہتے ہیں۔ مثلاً:

گلے سے ملتے ہی جتنے **گِلے** تھے بھول گئے
وگرنہ یاد تھیں ہم کو شکایتیں کیا کیا

''گلے'' اور ''گِلے'' میں زبر اور زیر کا اختلاف ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

نوٹ: بعض لوگ تجنیس محرّف کو تجنیس ناقص بھی کہتے ہیں۔

تجنیس زائد و ناقص: اگر ایک متجانس میں دوسرے سے ایک حرف زیادہ ہو اور دوسرے میں ایک کم، تو اسے تجنیس زائد و ناقص کہتے ہیں۔ (ایک حرف کی یہ کمی اور بیشی لفظ کے شروع، درمیان یا آخر میں کہیں بھی ہو سکتی ہے)۔ مثلاً:

(۱) کھول کر بال سادہ رولڑ کے خلق کا کیوں وبال لیتے ہیں

(۲) میرؔ عمداً بھی کوئی مرتا ہے جان ہے تو جہان ہے پیارے

(۳) جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف اے کشتۂ ستم ترِی غیرت کو کیا ہوا

پہلے شعر میں ''بال'' اور ''وبال'' میں ایک حرف کی کمی بیشی لفظ کے شروع میں ہے، دوسرے شعر میں ''جان'' اور ''جہان'' میں درمیان میں اور تیسرے شعر میں ''غیر'' اور ''غیرت'' میں آخر میں ہے۔

تجنیس مکرّر یا مزدوج: تجنیس کی جتنی قسمیں اب تک بیان کی گئی ہیں، الفاظِ متجانس کے الگ الگ یا ساتھ ساتھ ہونے کے لحاظ سے دو قسموں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں: متّصل یا منفصل۔ اگر دونوں متجانس کے درمیان کوئی حرفِ ظرف یا عطف یا جر یا انھیں کی قسم کا کوئی اور لفظ آ جائے تو اسے بھی متّصل ہی سمجھا جاتا ہے۔

تجنیس کی ایسی صورت جس میں الفاظِ متجانس متّصل ہوں، تجنیس مکرّر یا تجنیس مزدوج کہلاتی ہے۔ مثلاً:

کیوں کر مِری زباں سے مدح اس کی ہو سکے
توصیف میں ہے جس کی زبانِ قلم قلم

دونوں متجانس ''قلم'' اور ''قلم'' ساتھ ساتھ واقع ہیں اس لیے اسے تجنیس مکرّر یا تجنیس مزدوج کہا جائے گا۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

اشتقاق

کلام میں ایک اصل کے چند الفاظ اس طرح لانا کہ ان الفاظ میں اصل کے حروف ترتیب وار موجود ہوں اور ان کے معنی میں بھی باہم اتفاق ہو۔ مثلاً:

سنتے ہو ٹک سنو کہ میرے بعد
نہ سنوگے یہ نالہ و فریاد

''سنتے''، ''سنو'' اور ''سنوگے'' ایک ہی اصل سے مشتق ہیں۔

شبہ اشتقاق

کلام میں دو یا زیادہ الفاظ اس طرح کے لانا جو ترتیبِ حروف کی یکسانیت کی بنا پر ایک ہی اصل سے مشتق لگتے ہوں، لیکن درحقیقت ایسا نہ ہو۔ مثلاً:

اس میں راہِ سخن نکلتی تھی
شعر ہوتا مِرا شعار اے کاش

''شعر'' اور ''شعار'' میں شبہ اشتقاق ہے کہ دونوں ایک اصل سے مشتق لگتے ہیں، لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے۔

ردّ العجز علی الصّدر

جو لفظ شعر کے پہلے مصرعے کے شروع میں ہو (صدر میں ہو) وہی دوسرے مصرعے کے آخر میں (عجز میں) لانا ردّ العجز علی الصّدر کہلاتا ہے۔ مثلاً:

خط نامہ بر کو پھیر دیا اور یہ کہا
کہنا کہ ہم نے جان لیا مدّعاے خط

صدر اور عجز دونوں جگہ ''خط'' کا لفظ آیا ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

تکرار یا تکریر

کلام میں کسی لفظ کا مکرّر لانا تکریر یا تکرار کہلاتا ہے۔ کبھی کبھی ایک سے زیادہ الفاظ کی تکرار بھی کی جاتی ہے۔ کبھی الفاظِ مکرّر کے درمیان کوئی حرف بھی آجاتا ہے۔ مثلاً:

ہمارے آگے ترا جب کسو نے نام لیا
دلِ ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا

اس شعر میں لفظ ''تھام'' کی تکرار کی گئی ہے۔

پتّا پتّا ، بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے ،گل ہی نہ جانے، باغ تو سارا جانے ہے

اس شعر میں ''پتّا''، ''بوٹا'' اور ''جانے'' کی تکرار ہے۔

سیاق الاعداد (سیاقۃ الاعداد)

کلام میں ترتیب کے ساتھ یا بلا ترتیب کچھ اعداد کا ذکر کرنا سیاق الاعداد کہلاتا ہے۔ مثلاً:

مِرے ایک دل میں جو غم ہے یہ، سو فزوں ہے میرے شمار میں
نہ تو دس میں یہ، نہ پچاس میں، نہ تو سو میں یہ، نہ ہزار میں

یہاں مختلف اعداد ایک، دس، پچاس، سو اور ہزار شعر میں مذکور ہیں۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

باب پنجم

عیوبِ کلام

www.urduchannel.in

ترتیب

عیوبِ کلام ۱۴۳
(۱)ضعفِ تالیف ۱۴۳
(۲)توالیِ اضافت ۱۴۴
(۳)ابتذال ۱۴۴
(۴)تغیّر ۱۴۵
(۵)اثقال وتنافرحرف ۱۴۵
(۶)غرابتِ لفظی ۱۴۵
(۷)مخالفتِ قیاسِ لغوی ۱۴۶
(ا)وَصل ۱۴۶
(ب)قطع ۱۴۶
(ج)تخفیف ۱۴۶
(د)تشدید ۱۴۷
(ہ) قصر ۱۴۷
(و)مد ۱۴۷
(ز)تحریک ۱۴۷
(ح)اسکان ۱۴۷
(ط) ہندی لفظ کی اضافت ہندی، فارسی یا عربی لفظ کے ساتھ ۱۴۸
(ی)اسقاطِ حرفِ صحیح ۱۴۸
(ک) کلمے کا بے موقع استعمال ۱۴۹
(۸)تناقص ۱۴۹
(۹)تنافرِ کلمات ۱۴۹
(۱۰)تعقید ۱۴۹
(ا)تعقیدِ لفظی ۱۴۹
(ب)تعقیدِ معنوی ۱۵۰
(۱۱)شترگربہ ۱۵۰
(۱۲)شکستِ ناروا ۱۵۱
(۱۳)حشو ۱۵۱

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

عیوبِ کلام

بعض ایسی چیزیں جو کلام کی فصاحت و بلاغت کو نقصان پہنچاتی ہیں اور جن کی وجہ سے کلام میں عیب پیدا ہو جاتا ہے، ان سے بچنا چاہیے۔ انھیں کو عیوبِ کلام کہتے ہیں اور ان میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) ضعفِ تالیف

الفاظ کا استعمال روزمرّہ اور محاورے کے خلاف کرنا یا ضمائر اور حروفِ ربط وغیرہ کو ایسی جگہ پر لانا جہاں اہلِ زبان نہیں لاتے ہیں، ضعفِ تالیف کہلاتا ہے۔ مثلاً:

لے کے نالوں کے علم ہم بھی ضرور آئیں گے
ہوگی جس روز محرم کی ترے گھر محفل

اگرچہ محفل اور مجلس ہم معنی ہیں، لیکن محاورے میں محرم کی مجلس ہے، محرم کی محفل خلافِ محاورہ ہے۔

یاد چہرے کی زباں صبح و مسا کرتی ہے
بس تری آنکھوں میں تصویر پھرا کرتی ہے

'تری آنکھوں میں تصویر' غلط استعمال ہے، اس سے مفہوم بدل گیا۔ در اصل 'آنکھوں میں تری تصویر' ہونا چاہیے۔

دل اس کو پہلے ہی ناز و ادا سے دے بیٹھے
ہمیں دماغ کہاں حسن کے تقاضا کا

یہاں تقاضے چاہیے، تقاضا کا استعمال خلافِ اصول ہے اور محض ضرورتِ قافیہ کے تحت تقاضا لایا گیا ہے جس سے عیب پیدا ہو گیا۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

قلقل کی جو شیشے سے صدا کان میں آئی
شیریں ہے یہی دخترِ انگور کی آواز

محاورے میں دخترِ رز اور دخترِ تاک ہے، دخترِ انگور نہیں۔

(۲) توالی اضافت

کلام میں پے در پے اضافتیں لانا بھی ایک عیب ہے بشرطے کہ یہ ناگوار محسوس ہو۔ اگر ایسا نہیں، تو پھر یہ عیب نہیں بلکہ ایک خوبی ہے۔ مثلاً:

قطرے یہ عرق کے نہیں تسبیحِ ہما ہے
نقشِ قدمِ سجدہ گہِ بادِ صبا ہے

اسی طرح اس شعر میں بھی:

میں ہوں سردارِ شبابِ چمنِ خلدِ بریں
میں ہوں خالق کی قسم دوشِ محمدؐ کا مکیں

(۳) ابتذال

عوام کے روزمرّہ میں استعمال ہونے والے الفاظ، جن سے خواص پرہیز کرتے ہیں، کلام میں لانا ابتذال کہلاتا ہے۔ جیسے آبِ زم زم کا پانی۔ مثلاً:

کہتے ہیں نیلم جسے تھا فی الحقیقت میں وہ لعل
ہو گیا ہے رشک سے تجھ لب کے رنگ اس کا کبود

یہاں ''فی الحقیقت'' کافی تھا، ''میں'' کا استعمال غیر ضروری ہے، جس سے ابتذال پیدا ہو گیا ہے۔

کہ تو بیٹھ جا کر فلانی جگھے بلالوں گی میں گھر سے جا کر تجھے

جگھے عامیانہ محاورہ ہے، جگہ ہونا چاہیے۔

یہ عرضیاں حضور کی پہنچے ہیں صبح و شام
دستخط جو ہو کے آئے کوئی سو اسی کے نام

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

''دسخط'' نہایت عامیانہ اور مبتذل ہے، دستخط ہونا چاہیے۔

پکانے کی نہیں اس کے کوئی بات نصیبوں سے مگر آ جائے شبرات

صحیح شبِ برات ہے، شبرات عامیانہ اور مبتذل ہے۔

(۴) تغئیر

الفاظ کو ان کی اصل صورت کے علاوہ کسی اور صورت میں استعمال کرنا تغئیر کہلاتا ہے۔ یہ بھی ایک عیب ہے۔ مثلاً:

کنڈلی تلے دیکھیو نہ ہووے کا ٹا نہ ہفی تِر ا بر ا ہو

افعی کی جگہ ہفی کہا ہے۔

(۵) اثقال وتنافرِ حرف

اگر کسی کلمے کے بعد کوئی ایسا کلمہ لایا جائے جس کا پہلا حرف پہلے کلمے کا آخری حرف ہو اور سننے میں کانوں کو ناگوار محسوس ہو یا کلام میں ایسے حروف لائے جائیں، جن کی وجہ سے اسے پڑھنے میں دشواری محسوس ہو اور زبان کو ثقالت کا احساس ہو تو یہ بھی ایک عیب ہے اور اسے اثقال وتنافرِ حرف کہتے ہیں۔ مثلاً:

کشتوں کو اپنے فوجِ عدو روندنے لگی
جنگل میں برقِ قہرِ خدا کوندنے لگی

برقِ قہر پڑھنے میں ثقالت کا احساس ہوتا ہے۔

غیروں سے ارتباط جو رکھنا ضرور ہے
پھر مجھ سے اختلاط تمھیں کیا ضرور ہے

اختلاط تمھیں کانوں کو ناگوار محسوس ہوتا ہے۔

(۶) غرابتِ لفظی

ایسے غیر مانوس اور اجنبی الفاظ کا استعمال کرنا، جن سے اکثر اہلِ زبان بھی ناواقف ہوں اور ان کے استعمال میں نہ ہوں، غرابتِ لفظی کہلاتا ہے۔ یہ بھی عیوبِ کلام

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

میں داخل ہے، لیکن قصائد میں ضرورتِ قافیہ کے تحت ایسے الفاظ کا استعمال گوارا ہے۔ مثلاً:
انشا نے اپنی ایک غزل کے قوافی بھسنڈ، کھنڈ، اکنڈ، ڈنڈ، کنڈ، رنڈ وغیرہ استعمال کیے ہیں۔ اسی طرح ناسخ کے کلام میں بھی ثعبانِ موسیٰ، دلاّک، استعلاج، محوّل، تطاول جیسے غیر مانوس اور اجنبی الفاظ ملتے ہیں۔

(۷) مخالفتِ قیاسِ لغوی

محاورۂ اہلِ زبان کے خلاف کوئی لفظ استعمال کرنا مخالفتِ قیاسِ لغوی کہلاتا ہے۔
اس کی کئی صورتیں ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

(ا) **وصل**: اگر کسی لفظ میں کسی حرف کا اضافہ کرلیں تو اسے وصل کہتے ہیں۔ مثلاً:

مر جاؤ کوئی یا کوئی رہ جاؤ تڑپتا　　قاتل کو مرے کچھ نہیں پرواہ کسی کی

اصل لفظ 'پروا' ہے، ہاے ہوز زیادہ کرکے 'پرواہ' استعمال کیا گیا ہے، جو غلط ہے۔

جانِ عقلِ کامل و شورِ سرِ دیوانگاں　　رونقِ آبادگی اور وحشتِ ویرانہ ہم

آبادگی میں گاف زیادہ ہے، اصل لفظ آبادی ہے۔

(ب) **قطع**: اگر کسی لفظ سے کوئی حرف کم کردیا جائے تو اسے قطع کہتے ہیں۔ مثلاً:

خوشا وہ زمانہ کہ دو ایک جا　　کریں یک دگر جلوۂ مہر و ما

یہاں ''ماہ'' کی ہاے ہوز کم کردی گئی ہے۔

(ج) **تخفیف**: اگر حرفِ مشدّد کو بغیر تشدید کے استعمال کریں تو اسے تخفیف کہتے ہیں۔ مثلاً:

رنگِ زرد و لبِ خشک و مژۂ گرد آلود
کشتۂ عشق ہیں ہم، ہے یہ کفارہ اپنا

'کفّارہ' میں 'ف' پر تشدید چاہیے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

لیتی تھی زچہ کی کوئی بلائیں دیتی تھی کھڑی کوئی دعائیں

صحیح لفظ زچّہ تشدید کے ساتھ ہے۔

(د) **تشدید**: اگر حرفِ غیر مشدّد کو مشدّد دلایا جائے تو اسے تشدید کہتے ہیں۔ مثلاً:

اگر چہ وہ بے فکر و غیّور ہے ولے پرورش سب کی منظور ہے

غیّور میں یائے تحتانی کو مشدّد استعمال کیا گیا ہے، جو غلط ہے۔ اصل لفظ غیور بلا تشدید ہے۔

(ہ) **قصر**: اگر الف ممدودہ کو مقصور کر کے استعمال کریں تو اسے قصر کہتے ہیں۔ مثلاً:

اُٹھ پہرا اضطرابی دل ہے دل ہے یارب کہ مرغِ بسمل ہے

آٹھ کی جگہ اُٹھ لایا گیا ہے۔

(و) **مد**: اگر حرفِ مقصور کو ممدود کر دیں تو اسے مد کہتے ہیں۔ مثلاً

دل ملکِ آنگریز میں جینے سے تنگ ہے
رہنا بدن میں روح کا قیدِ فرنگ ہے

انگریز کی جگہ آنگریز استعمال کیا گیا ہے۔

(ز) **تحریک**: اگر کسی حرفِ ساکن کو متحرک کر لیا جائے تو اسے تحریک کہتے ہیں۔ مثلاً:

بنیے کا دیوال بند، ایک قرض دار تھا
اس کے ادا کرنے میں، سخت وہ ناچار تھا

قرض کی راے ساکن کو متحرک استعمال کیا ہے۔ اسی طرح اس شعر میں:

بسم اللہ لکھ نے نعت کا اس پر کیا حصر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حصر کی صاد ساکن کو متحرک استعمال کیا گیا ہے، جو غلط ہے۔

(ح) **اسکان**: اگر کسی حرفِ متحرک کو ساکن کر لیا جائے تو اسے اسکان کہتے ہیں۔ مثلاً:

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

داغ ہوں ان سے اب زمانے میں
بزمِ شعرا کے ہیں جو صدر نشیں

شعرا 'عین' کے فتحہ سے ہے، لیکن یہاں ساکن لایا گیا ہے۔

کہاں ہیں گے آنسو کہ آنکھوں سے نکلیں
لگے برسنے ٹکڑے اب دل کے کٹ کے

برسنے میں 'ر' مفتوح ہے، جسے یہاں ساکن استعمال کیا گیا ہے۔

(ط) ہندی لفظ کے ساتھ ہندی، فارسی یا عربی لفظ کی اضافت کرنا:

ہندی لفظ کے ساتھ کسی ہندی، فارسی یا عربی لفظ کی اضافت کرنا بھی خلافِ اصول ہے اور یہ بھی مخالفتِ قیاسِ لغوی کے تحت ہی آتا ہے۔ مثلاً:

بھری تھی مزاحوں سے ہر ایک بول وہ محفل سراسر تھی محوِ ٹھٹھول

محو کی اضافت ٹھٹھول کے ساتھ غلط ہے۔

(ی) اسقاطِ حروفِ صحیح: الف کے علاوہ کسی بھی حرفِ صحیح کا گرانا جائز نہیں اور یہ عیب ہے۔ مثلاً

عالمِ حسن ہے عجب عالم چاہیے عشق بھی اس عالم سے

اسالم پڑھنے میں آتا ہے، عین تقطیع میں گر جاتا ہے۔

یہاں طالعوں سے ملتا ہے پیارا عبث دیکھے ہے زاہد استخارا

طالعوں کا عین تقطیع میں ساقط ہوتا ہے۔

بعد مدّت کے آج بادہ کشو تھوڑی سی تلچھٹ ہاتھ آئی ہے

ہاتھ کی 'ہ' تقطیع میں گرتی ہے۔

چہرے کا رنگ اس طرح بدلے کہ موجِ اشک
زنجیر ہو رہی ہے بپائے شکستِ رنگ

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

طرح کی حاے حطی گرتی ہے۔

(ک) کلمے کا بے موقع استعمال: کسی کلمے کا بے موقع استعمال بھی مخالفتِ قیاسِ لغوی کے تحت آتا ہے اور عیب ہے۔ مثلاً:

نام لینے سے میں بدنام ہوا ہوں جس کے
پھر کوئی لائے تراب اس کو یہ بدنام تلک

یہاں 'یہ' کا بے موقع استعمال ہوا ہے، دراصل 'اس' چاہیے۔

(۸) تناقص

اگر کلام میں دو معنی ایک دوسرے کے خلاف لائے جائیں تو اس عیب کو تناقص کہتے ہیں۔ مثلاً:

سودا ہے دل کو زلفِ گرہ گیر یار سے
دل بستگی ہے کافرِ خوش اعتقاد سے

کافر ہونا اور خوش اعتقاد ہونا ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔

(۹) تنافرِ کلمات

اگر عبارت میں ایسے الفاظ لائے جائیں جنھیں پڑھنے میں زبان کو دشواری محسوس ہو یا جنھیں روانی کے ساتھ نہ پڑھا جا سکے تو یہ عیب تنافرِ کلمات کہلاتا ہے۔ مثلاً:

ایک میں نے کب لیا دینا اگر تو دو تو دو
خواہ دو سیبِ ذقن کے خواہ دو غبغب کے دو

(۱۰) تعقید

تعقید سے مراد کلام کے معنی میں الجھاؤ کا ہونا ہے، یعنی کلام بامعنی تو ہو لیکن معنی صریح اور واضح نہ ہوں۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

(ا) تعقیدِ لفظی: اس صورت میں کہتے ہیں کہ الفاظ کی ترتیب میں خلل واقع

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

ہونے سے یہ عیب پیدا ہو۔ مثلاً:

لعل ہیں لال اس کو گویا ہونٹ لعل کا کیا گمان ہونٹوں پر

مراد یہ ہے کہ اس کے لال ہونٹ گویا لعل ہیں۔

(ب) تعقیدِ معنوی: اس صورت میں کہتے ہیں کہ کوئی انتہائی غیر معروف قصہ یا واقعہ یا کوئی بہت باریک خیال یا مشکل بات شعر میں ایسی بیان کریں جس سے شعر کا مفہوم الجھ جائے اور اس کا سمجھنا دشوار ہو۔ مثلاً:

گل کو قبا پہن کے تو اے کج کلاہ کاٹ

مارِ سیاہِ زلف سے سنبل کی راہ کاٹ

مراد یہ ہے کہ اے محبوب تو قبا پہن کر گل کو شرمندہ کر اور اپنی زلفوں کے کالے ناگ سے سنبل کو شرمندہ کر۔ لیکن راہ کاٹنا شرمندہ کرنے کا کنایہ نہیں ہوسکتا۔ چناں چہ یہ تعقیدِ معنوی ہے۔

(۱۱) شترگربہ

ایک ہی چیز کو تعظیم اور تحقیر دونوں کے ساتھ استعمال کرنا، یا اس کے لیے صیغہ جمع اور واحد دونوں لانا شترگربہ کہلاتا ہے۔ مثلاً:

تِری باتوں کا کیا ٹھکانا ہے آپ کا شاکی اِک زمانہ ہے

یہاں پہلے مصرع میں محبوب کے لیے 'تِری' کلمۂ تحقیر اور دوسرے میں 'آپ' کلمۂ تعظیم لائے گئے ہیں۔

رنجش کا مِری پاس نہیں آپ کو مطلق برہم تجھے ہم دیکھ کے ڈر جاتے ہیں کیسے

یہاں 'مِری' کے ساتھ 'ہم' اور 'آپ کو' کے ساتھ 'تجھے' استعمال کیا گیا ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

(۱۲)شکستِ ناروا

ایسے تمام اوزان میں جن میں دوطرح کے ارکان دوبار آتے ہیں، مصرع دو برابر کے حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اوران دونوں حصوں کے درمیان وقفہ آتا ہے، اگر اس جگہ پر کوئی ایسا لفظ یا فقرہ آجائے جو دو حصوں میں تقسیم ہو کر آدھا اس وقفے کے ایک طرف اور آدھا دوسری طرف ہو جائے، تو کانوں کو ناگوار محسوس ہوتا ہے۔ اسی عیب کو شکستِ نارَوا کہا جاتا ہے۔ مثلاً:

قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں غالبؔ
ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم آگے

پہلے مصرع میں آنے ایک طرف اور کی دوسری طرف ہے اور دوسرے مصرع میں میری دو ٹکڑوں میں ٹوٹ کر 'مے' ایک طرف اور 'رِی' دوسری طرف واقع ہے۔

(۱۳)حشو

حشو اس زائد لفظ کو کہتے ہیں جسے حذف کرنے سے شعر کے مفہوم میں کوئی کمی نہ آئے۔ مثلاً:

سمجھا تنک نہ اپنے تو سود و زیاں کو میں
مانا کیا خدا کی طرح ان بتاں کو میں

پہلے مصرع میں 'تو' حشو ہے۔ اسی طرح اس شعر میں:

رنگیں سخن اس کے نے دلِ خلق کو موہا
سودا یہ مگر طوطیِ گلزارِ سخن ہے

'یہ' حشو ہے۔

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in

رباعیِ تاریخ طباعت نصابِ بلاغت

(نتیجۂ فکر جناب ڈاکٹر صابر سنبھلی، سابق صدر شعبۂ اردو، ایم۔ایچ۔پی۔جی۔کالج، مرادآباد)

اس فن کی ادب میں ہے فضیلت بے مثل
ہے اس کے مصنّف کی بھی خدمت بے مثل
صابرؔ کو تھی تاریخِ طباعت کی فکر
ہاتف نے کہا ہے یہ ''بلاغت بے مثل''

(۲۰۱۵ء)

مصنّف کی دیگر مطبوعات

(۱) نوائے فروزاں (مجموعۂ نعت) طبعِ دوم	۲۰۱۵ء
(۲) رباعیاتِ عارفؔ	۲۰۱۴ء
(۳) معراج العروض (طبعِ دوم)	۲۰۱۳ء
(۴) کچھ نظمیں کچھ غزلیں	۲۰۱۱ء
(۵) تلخیص بحر الفصاحت	۲۰۰۸ء
(۶) معروضاتِ عروض وقافیہ	۲۰۰۴ء
(۷) خوابوں کی کرچیں (ماہیوں کا مجموعہ)	۲۰۰۰ء
(۸) اوراق العروض (باشتراک ڈاکٹر صابر سنبھلی)	۱۹۹۴ء
(۹) آسان علم بیان (طبع اوّل)	۱۹۸۸ء
(۱۰) منتخب صنائع بدائع (طبع اوّل)	۱۹۸۸ء
(۱۱) متاعِ غم (شعری مجموعہ)	۱۹۸۶ء

www.urduchannel.in
www.urduchannel.in